

۶۶۲
۵۹۳

سکندریہ جامعہ اسلامیہ
بابہ پیشہ اخبار کے سلسلہ تذکرۃ المشاہیر میں ہے

آئینہ سکندری

(یعنی)

سکندر اعظم

یونان کے مشہور بادشاہ و ذوالعظمت کی مروجہ عکاسی

جو کار پر وازان کا رخانہ یہیہ خبائے تباہی

اؤر ۹۶ صفحہ

(باب چہارم)

مادہ تعلیم تہذیب و تمدن میں شہسوار عالم جلالہ کی تصنیف کے اہتمام سے شائع

جلد ۱۰۵ قیمت فی جلد ۱۰۰

شہید کبیر اعظم شاہ مقدونیہ



مباحہ قصص الاولین و المعاصر الاخیرین

جنت و مشاہیر عالم کے تذکرات اور سوانح عمریوں سے بہرہ مندی۔ ہانوں کے
کتاب خانے مولانا اسعد علی تسلیم الہی کے لیے لابی تسلیم کی گئی ہے
یہیں توہر ملک میں تذکرات المشاہیر و شہداء کی نگاہ سے دیکھے جانے کے
قابل ہوتے ہیں لیکن ہمارے ملک کے برابر انکی ضرورت فی زمانہ کہیں نہیں۔ مدت سے
آرزو ہو رہی تھی کہ جدید کے ان بزرگواروں کی حروف کے حالات جو اپنے آپ کو

اعظم سے حق پرست بن جانے کے قابل ثابت کر گئے ہیں کہ ان کی ہدایت مختص پر ایمان
 اور میں جس کئے جائیں تو وہ میں سفید ہوں لیکن چند کو غمزدگی کے بعد یہ نتیجہ
 نکالا کہ باطل فقر و غارت و استکرا کرتے بہت سے زیادہ سفید و سوشل پارل اور آری
 حکیموں باتیں تسلیم نہ از کرنی پڑیں گی کہ منکاد رج کرنا بہت ضروری ہوگا۔ ایسا
 مناسب ہو گا کہ اگر وہ شاہیر قدیم و جدید میں سے باری باری ایک ایک کا حال
 طبع و مسائل کی صورت میں ایسا انداز سے قلمبند کرنا چاہیے کہ نہ تو مضمرین فضول
 کتاب کو مطلق بنا دیا جاوے کہ قلم قاری پر اسکا مطالعہ گران ہو جاوے اور نہ
 سوجھ بوجھ دینا چاہیے کہ جو غرض اس سے مد نظر رکھی گئی ہے مفقود و جواد سے چر
 مصدقہ اور تیرنگا مشرور میں سلسلہ کا حضرت گروہن پاگاہ ثریا جواد کو تیریہ فیض
 کے تذکرہ سے کیا گیا ہے۔ کیونکہ تقریب حضرت عیسا کی جو جیل کے اسکا لکھا جانا بہت
 مستحق تھا کہ بعد اب یہ سکند اعظم شاہ مقدونہ کا سوانح عمری قلمبند کر کے شیعہ کیا جائے
 جو افسوس ہے کہ مکہ معظمہ کی سوانح عمری کی طرح شوق اور قدر و اہمیت کے ماتحت
 لیا جاوے گا

ابھی سلسلہ میں مضامین و مطالب کی تحقیق تیرہ کی ذاتی رائے سے مورسوانح کا قصہ
 مع سہت عہدیت کے خاص طور پر لکھا گیا ہے۔ اس آئینہ سکتندی میں لکھا
 گویا ایک معتبر کتابوں جو مضامین مترجم اور متنس کئے گئے ہیں تخص منہ سے
 ہی چند جملہ عینہ اعتبار کر کے ہر عبارت میں درج کئے گئے ہیں جو قابل گرفت
 نہیں۔ جن میں ہنگامہ کشافین نے خاطر خواہ مدد دی اور عنایت ایزدی شامل
 حال ہی تو اس سلسلہ میں قریب سو عمدہ اکاہر کے تذکرات شامل ہو چکے ہیں۔

محبوب عالم) لکھنؤ میں شیعہ سلسلہ

تواریخ عالم میں عہد سکندر کی قابل یاد گلے

سکندر اعظم شاہ مقدونیہ کے زمانہ نے تواریخ عالم میں ایک بڑا قابل یاد کاروبار کیا
 کو یا ہے اسکے ذاتی چلن اخلاق اور طبیعت کے صحیح تصویر کشی کے لئے تواریخ عالم میں
 کسی قدر شکلاستہ پیش آئیں۔ لیکن ہم اس سے بڑے بڑے واقعات اور حادثات
 کی تصدیق میں ہرگز شک نہیں کر سکتے اور اس امر کے مان لینے میں ہی میں ملوث
 تمام نہیں کہ نوع انسان پر ان غیر معمولی سوانحات نے کس قدر شجاعت اور
 ست کا مستقل اثر پیدا کر دیا۔ اس کے عظیم اثرات ان سلطنت کی نہر سمیت ہم نے
 کر یونان کے وجود کو مٹا دیئے میں کوئی دقیقہ اور شاہین نہ رہا۔ اور مقدونیہ
 والوں کی ملک گیر قوانین جنگی آپ کی دیر پائے نہیں ہو سکی کہ اپنا ملی وار و فساد دیا
 نیل۔ سیون اور سندھ کی مملکت میں مان نہیں ملی تھی ایجا ذکر زمانہ ہم کو
 لیکر توجہ کے ورتک تواریخی واقعات میں ہمارا سر پر آوردہ اور قابل تعجب و تعریف
 مانا جاتا ہے۔ علم تحقیقات کے میدان کو ہی سکندر اعظم کی فتوحات سے کچھ کہو
 وسعت نہیں ملی۔ یونان کے علوم و فنون اور زبان کی خوبی۔ اہل یورپ کے لئے
 ہندوستان کی جانب بہتہ کھل جانے کے بعد تھلہ کی ترقی۔ اور مسلمانوں کی اور
 جغرافیہ کے معلومات کی زیادتی ہی انہیں سکندر کی انوکھی ملی جانب بچار بچار کر توجہ
 دے رہے ہیں اور اہل صبر کے دل پر یہ واقعات اپنی اہمیت جلا دینا جادو کا اثر کر رہے ہیں۔

شہنشاہ مکتدر کی سوانح عمری کے صحیح نگار کو نسو

قرار دے جاسکتے ہیں

صنوبرغ جبروٹ سے مولانا اور شجاع بادشاہ جون کی خبر سترہویں
 کسی ایسے بہادر صاحبِ قلم اور کشورکٹ کشیدہ کے ناچہ

نہیں لگا سکتا جبکہ شہنشاہ یکسند یونانی کے مقابلہ میں لایا جاوے جس پر جلیغ
نسبت ہے اس کے قوت بازو نے دور دراز اقطاع زمین کو بہت تھوڑے سے
زمانہ میں سر کر کے تو مرغ میں ایک پل مثال (جسکی نظیر امید نہیں زمانہ استقبال
کے لئے لگاتار کے) قائم کی ہے اسی نسبت سے یا اس سے کسی قدر تیز رفتاری کو
نکال کر قیامت تک زندہ رہنے والے نام نے نام سے زمین پر شہرت
جائے کی ہے۔ یہی کو نام کی شہرت صرف انہیں ممالک میں محدود نہیں جو اسکے
سند بلو قنارے، ہندو اور ہونڈ سے ہیں۔ بلکہ موجودہ دنیا کے تمام شاہ تہ ممالک
میں اس نام سے کئے بغلے نام کا سکا اور خطبہ جاری ہے اور یقین ہے کہ عیشہ ک
رہمگا گوا سکا کوئی کتاب یا کوئی رویت بطور بلا گار عالم میں باقی نہیں لیکن
ملک نہیں نظر آتا کہ صورتی سے نسلہ اسکا ہم کا وہ نفس کا لہر چوندا بعد نسلہ
بنی نوع انسان کے دل پر اثر چلا آتا ہے مگر اسکے مالک اہستہ اسکی حیات کے
بکار راسے اور مگر گشت جسٹ ممالک میں بہت غلط اور جھیل سے رہ گئی ہیں۔ لیکن
آئیں کہ شک نہیں کہ صحیح حالات اس نامی شہنشاہ کے اسی اس وقت ہو نہیں سکے
کو اکا پتہ نزل کے۔ ممالک اور دین جو کتابیں باقی جاتی ہیں۔ انہیں درست
درست حالات موجود ہیں کیونکہ ان مورخوں کی کتابوں کی شہادت سے تیار
کی گئی ہیں جو خاص یونان کے باشندے بلکہ سکندر کے معاصر اور بہت سی مہات ہیں
اسکے ذہن و شریک ہیں کوئی ایک شاہ صمد خون اور سکندر کے دو رفیقوں نے
انے چشم دید حالات ہی عہد میں قلمبند کئے تھے لیکن نفوس ہو کہ انکی کتابیں کم
چو گئیں اور اس وقت ہمارے پاس ان سے کسی کی ہی عتیر موجود نہیں مگر
حسن اتفاق سے دو اور مصنفین کی کتابیں جنہوں نے کو انکو پڑھتا ہوا سوجو ہیں
انہیں پہلے کا نام ایرین تھا جو سکندر سے چار سو سال بعد گذرا ہے اور
دوسرا کیس کر فلیس اس سے بھی ساٹھ سال بعد ہوا ہے۔ ان دونوں کے سوا
کوئی مورخوں نے جس قدر اس عالی مقام بلو شاہ کی تہذیب جمع کی ہے

ہر کو واقعات محض سکندر کے ہمعصر مورخوں کے نوشتوں پر مبنی تھے۔ یونانیوں کے
ایرین کے اسوا کی کسی کو ہی معتبر نہیں سمجھتے ایرین ہی ایسا کے خلاف ہے زیادہ
واقف نہیں تھا۔ کیونکہ اس مسئلہ میں علم خرافہ پر لکھ دے کا غیر مکمل تھا اور
ہمارے مورخ ابن سینہ بر عظم کو مقالات کو بڑی سخت کو بیان نہیں کر سکا۔
ان مورخوں کے تذکرات و واقعات تمام بڑی بڑی باتوں میں متفق ہیں لیکن
ایرین کی تاریخ کے سوا باقی کے سب چھوٹے چھوٹے حالات میں مختلف مختلف
ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم اس مسئلہ کو زیادہ تر اسی کی تاریخ کی مدد سے
تیار کرتے ہیں۔

بعض ملک ایسا اور خاص کر ہندوستان میں اس شہر یاز نامہ کی سوانح عمری
صرف ایک فارسی نظم کی کتاب جس کا نام سکندر نامہ ہے منکشف ہوتی ہے
لیکن جو حالات اس کتاب میں درج ہیں وہ ان یونانی اور ملاطینی کتب سے
جو ابی ملک میں یا اسکے گرد و نواح میں لکھے گئے ہیں جہیں سکندر اعظم پیدا ہوا
بڑے بڑے مختلف ہیں۔ بعض مورخوں پر انہیں زمین و آسمان کا فرق ہے جس سے ہم
بہت زیادہ کمال سیکھیں کہ مصنف سکندر نامہ کو صحیح حالات کتاب کے وقت نہیں مل سکے۔
کیونکہ ایک تودہ بزرگ (مولانا نظامی لکھوی) سکندر سے قریباً ڈیڑھ ہزار سال
بعد ایک بڑے دور و زمانہ ملک میں جہیں ان تو صحیح تواریخ لکھے گئے کہ اسکندر
ذائق تھا اور نہ تہذیب ہی کو لایع تھا گذرا ہو۔ مصنف خود علم عربیہ و فارسی میں
چندان دل نہیں رکھتا تھا اور اسکی معلومات کے ماخذ اور حصول حاصل واقعات
کو نہ بے کوئی معقول نہیں بیان کئے گئے۔ حکایات اور روایات کو تاریخ مانا گیا ہے
علاوہ اہل مصنف علیہ الرحمۃ کو تصنیف کتاب کے وقت زیادہ تر گفتگو کو شاعرانہ
اور صحت نظم قافیہ ریف کا خیال تھا۔ اور خصوصاً فقط بیت ابی شعر تہذیب
مائل کریں۔ اصل مطلب کی صحت نظر انداز کی گئی تھی۔ جیسے کہ ایک
عربی معقول ہے "احسن الشعر کذبہ" چنانچہ مولوی نظامی صاحب

خود سکند نے بین حیران بنکر داستان سکند کے طریق ایجاد و اختصار بیان کرتے ہیں
یہ بیت کہتے ہیں جس سے ہماری مطلب کی توفیق تاخیر ہوتی ہے ۷

دگر است خواہی خنجر اور است | شاید در آئیش نظر خواست

یہ آگے چلکر اسی عنوان کے ذیل میں فرماتے ہیں ۷

جو کس گزارش بود راہ گیر | غلط گردن رہ بود ناگزیر ۸
مرا کار من با نفسہ کار بست | ہمہ کار من خود غلط کار بست

جبکہ تاریخ کتاب کے وقت مصنف کا مطلب صرف اہل شاعری اور بیافت اپنی
کاہلو اور ہنستہ صحت مطالب تواریخی کے جانب نظر اغراض سے دیکھے تو کس طرح
امید ہو سکتی ہے کہ واقعات تواریخی سے متعجب و حیران ہوں ہمارے خیال میں مصنف
سکند نامہ نے جو ہنشاہ سکند کی تواریخ کہی ہے وہ مسیح نہیں، ہم اس میں
ہم مصنف پر یہ اہتمام نہیں باندھتے کہ اس نے داستانہ جوٹ لکھا ہے۔ نہیں بلکہ اس
بندگ نے براہ سہل نگاری پر جوٹ سے تیس نہیں کی۔ اور جو قصے لوگوں سے
سنوئے تال و برج کو دے کیونکہ اسکی غایت اس تعریف سے منہ اہل شاعری
تھی نہ صحیح و قیاسی نگاری۔ اس کے علاوہ بعض ایسے حالات ہیں جنکی صحت اور
غلطی میں موازنہ کرنے کا شوق زیادہ نہیں شاید خود او کو معلوم ہو گا۔ کیونکہ سکند کو انگریز
زبانہ کے احاطہ کا چیمبر سمجھا۔ اسکا کہ سنہ کی زیارت کرنا اور تاب حیوان کی تلاش
میں غلامت کو جانا سب یہ واقعات ہیں کہ جنکا ایک خوش اعتقاد مسلمان کو خواہ
محمود سکندر جیسے حلیل القدر بے قصب بادشاہ پر اعتقاد ہو سکتا ہے ورنہ
صورت واقعہ میں یہ پاتین درست نہیں۔ سکندہ ایک بت پرست بادشاہ اسکو

مسلمانوں کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سکندیت پرست بادشاہ نہیں تھا بلکہ پوجہ کا دیوتا
اور بتی تھا لیکن مسلمان یہ بھی مانتے ہیں کہ سکندہ بتی ہے ایک سکندہ و آخر میں وہی۔ اور وہ مسلمان
محمود فی ہند سے خیامین سکندہ کے بیانی تو یہی ہے۔ جس کے حالات ہم کہہ رہے ہیں وہ سرگز
مسلمان نہیں تھا وہ ایک بت پرست یونانی بادشاہ گذرا ہے۔ یکسی بین سکندہ و آخر میں
جس معلوم نہیں شاید وہ بت پرست اور اسکی کا شاہ اہل اسکا کہ کتابوں میں ہو گا۔

زمانہ سے تہذیب و تمدن کے لیے جو کچھ کیا گیا وہ اس کا راجہ ہی نہیں تھا۔ آج کوئی شخص نہیں مان سکتا کہ چان کا پایاں کدھر ہے۔ اب حیدرآباد کا پتہ کبھی ہے۔ اور خطرات کس طرف ہیں۔ یہ سب فرضی اور خیالی داستانیں ہیں۔ پہلے چانک سنگھ کی بات ہے دین اسلام میں آجیات کی ساری کوئی حدیث یا نص نہیں ملتی جاتی۔ سکندریہ نامہ کے مطابق سکندریہ کا عرب روس میں زنجبار وغیرہ ملک میں جاتا اور انہیں شمع کرنا میں ثابت نہیں ہوتا۔ ہاروی خیال میں یہ سب فرضی داستانیں ہیں کئی ہیں

یہ نالی تو ان خون کے زیادہ تر مسح ہو چکا یہ ہی سبب سمجھا گیا ہے کہ وہ سکندریہ میں ہو چکا ہے۔ مگر یہی نہیں اور سوال کے عند سکندریہ ملک پرمان میں وہ جہد سمجھا گیا ہے جبکہ شائع شدہ تاریخ میں اس کے بارے میں کوئی کاذب تاریخ نہیں ملتی۔ اور وہ یہ تھا۔ تاریخ کو تاریخ سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ وہ زمانہ اس ملک سے گزر گیا تھا جبکہ علم تاریخ کو خیالی داستانوں اور فرضی قصوں سے زیادہ وقت نہیں دیا جاتا تھا۔ تاریخ کے قصوں اور لائق سوچ پیدا ہو گئے تھے وہ بخوبی جانتے تھے کہ ایسا زمانہ آتے والا ہے جبکہ یہ واقعی واقعات فرضی اور خیالی قصوں سے بھرا ہوا ہے اور یہ کہ وہ اس کے لیے نیکو شکل ہو جائے گا۔ چنانچہ دیگر ملک مشرقی اور ملک ہند کی طرح ان کے تاریخ نگار میں انہیں لکھی جاتی ہیں۔ بلکہ وہ لوگ سمجھتے تھے کہ واقعات تواریخی اور سرگزشت محلات کو بڑا بڑا سلیس ترین قلمبند کرنا دشوار ہے۔ گویا ان میں اس زمانہ میں ایک اور حسن کا بھی بڑا راجہ تھا لیکن پھر بھی تاریخ کا پایہ اس قابل سمجھا جاتا تھا کہ اسی میں ادا کرنا بہت جانتے تھے۔

روایت کتب صاحب اپنی کتاب وقائع سکندریہ میں لکھتے ہیں کہ ایک اور دلیل یہ ہے کہ وہ ان کے صحت بیان کی یہ ہے کہ وہات سکندریہ کے بعد زمانہ حال میں جو سیاح اس راستہ سے گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ سکندریہ کشتی گشتی

کنا چلا آیا جناب ان کا بیان سرخون کے بیان سے مطابق پایا جاتا ہے ۔

سکندر کی پیدائش پرورش حسب نسب و تربیت

سکندر ثالث جو سکندر اعظم کے نام نامی سے مشہور ہے فیلقوس ثانی شاہ ایران کا بیٹا تھا جو حضرت عیسیٰ سے ۳۵۶ سال پیش از آج سے ۷۲۴۰ سال پیش از ملک کے ان تین نولہ ہوا۔ اسکی والدہ اودیس نامی نہ پلوپیس شاہ اپیرس کی دختر تھی جسکی جانب سے سکندر اپنا سلسلہ نسب اچیلز مشہور دلاہ تک پہنچایا کرتا تھا۔

اگرچہ سکندر کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے اسطواسکا معلم تھا مطلق آگاہی نہ ہو تو یہی جس حکیم النفس علم کی نسبت سے ہم شاگرد کی قابلیت کے خیالات کی نسبت دیکھا کر سکتے ہیں کیا عجیب اتفاق تھا کہ ایک ایسے بڑے جلیل القدر اور اول درجہ کی خارج کی تعلیم کے لئے سب سے پہلا غلیم انسان فلاسفہ میتر ہو گیا تھا۔ یعنی جب سکندر کوئی لایرس کا ہوا تو اس کے باپ نے اسطو کو اس کا انالین مقرر کیا جس تہ کا شاگرد تھا انسی پایہ کا اسکو استاد ملا۔ شاگرد نے اپنی فتوحات سے ایک عالم کو مسخر کیا اور استاد نے اپنی تصنیفات سے جہان کو مستعد بنایا۔ اس استاد کا مل نے تین برس کے اندر سکندر کو بہت علوم سے ماہر کر دیا اور اسکی حسن خدمت کے صلہ میں فیلقوس نے

اسے جس دنیا کی سرخون سے عام فلوہ کے گلاب پر کسی دیونا کا بیٹا لکھ دیا ہے۔ جسکی حقیقت یہ ہے کہ اس مذہب میں سکندر ان ہی بدوہج ہٹا کر چکونی مہول نسب سمیا اسکا باپ خاندا نی ہو باوہ خود براہمن اور دھرم ہو تو اسکی دیونا کا بیٹا تصور کرتے تھے چنانچہ براہمن ہونے کی وجہ سے سکندر کو بھی کسی دیونا کا بیٹا خیال کرتے رہے ہیں اور وہ خود ہی یہی فہم کرنا چاہتا تھا کہ میں آدمیوں کو کچھ عالی رتبہ رکھتا ہوں۔ اور دیوناؤں کے زمرہ میں شامل ہوں بعض لوگ جو اسی دارا گھیا نی یا رشتہ دار تصور کرنے میں یہ غلط ہے۔ ان ہی پستہ وہ دلا کا دلا بعد میں ہو گیا تھا۔ اس سے پہلے یونانیوں اور براہمنوں میں کیسی رشتہ دہی ہو رہی

اسکے شہر کو جو پہلے ویران کر دیا تھا پہر از سر نو آباد کیا۔
 سکندر کی بعض بڑی بڑی تجویزین اس قسم کی ہیں کہ اٹھکو ایک غیبی محمد
 اختیارات والے نوجوان کی بیس عالی کے وہم و خیال کے سوا کوئی پایہ نہیں دیا
 جاسکتا۔ لیکن جب معلوم ہوتا ہے کہ ارسطو نے اس سیاست بدن میں بھی تسلیم
 دی تھی اور اسکے احتمال کے لئے رموز سلطنت پر ہی ایک رسالہ لکھا ہے
 تو یقین ہو جاتا ہے کہ ان باتوں میں بے شک کوئی خفیہ حکمت مرکوز ہونی
 ہوگی سکندر کی سوانح عمری میں بعض ایسے بڑے بڑے واقعات آتے ہیں
 جن سے کافی طور پر اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ ہر ایک طرح کی بے اعتدالیوں
 اور عین عالم شباب کے جوش و خروش صبح کے درمیان ہی آہیں ایک سلیم اور
 مضبوط اخلاقی قوت موجود رہتی تھی جو کہ بہت جلد ہر نوع کا مقابلاً کر کے اس پر
 غالب آجاتی تھی۔ مگر ان عمر کی آخری ایام میں جب بے درپے فتوحات حاصل
 ہوتی گئیں تو شرب خواری کی کثرت سے اس سے چند افعال قبیح سرزد ہوتی
 جو اسکے نام پر ایک بدنامی تہہ میں۔ ترقی تجارت کی حمایت میں ہی اسکی طبیعت
 نے وسیع جولانی دکھلائی اور زراعت کو بھی فراموش کر دیا۔
 افسوس ہے سکندر نے صرف ارسطو کی تسلیم پر اتنا فائدہ کیا بلکہ لقاوا جس کی چانچہ
 اور نوکروں چاکروں کی ناز برداریوں اور تابع داریوں نے اسکے دل پر
 ایک نیا مگر بُرا اثر پیدا کر دیا جس سے کہ جذبات حیوانی کو بھی اسکی مزاج پر قدرے
 غلبہ حاصل ہو گیا۔ گو غیظ و غضب اور غرور و خود نمائی کی عادتیں اسکو والدین سے
 وراثت میں ملی تھیں لیکن صحبت طالع نے اسکو صیقل دیدیا۔
 مورخوں نے سکندر کی عقلیت کی بہت سی حکایتیں لکھی ہیں۔ یہ حکایتیں
 گو کوئی علمی ترقی ظاہر نہیں کرتیں۔ لیکن مطالب نوار بھی کی تکمیل کے لئے ضروری
 معلوم ہوتا ہے کہ سکندر کی چہن کی صبح تصویر کشی کے لئے انہیں ہی رنگ
 آمیزی کے کام میں لایا جاوے۔ آہن کچھ شک نہیں مگر وہ ہر نور کی انسانی

لیا قوتوں اور عقول کا جام تھا۔ کشتی گیب ری کے سوا کچھ نہ اس سے اُس کو نہ نفرت تھی (وہ قہر سم کی دندش کا شائق تھا۔ اس کی سر کی مہات اور موافقات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے دھڑک اور جڑی تھا۔ اور شاید شجاعت اور دیرسری میں دنیا میں کینا گذر ہو گا۔

ایک دفعہ گاؤں کے کڑی سوڈاگر ایک نادگھوڑا بیوتی فل فیلفوس کے پاس لایا اور پچیس ہزار روپے اس کی قیمت بنائی۔ بادشاہ سکندر اپنے سوادن کو ہر ملک کے گھوڑے کے امتحان کے واسطے میدان میں گیا۔ مگر اس نے کسی کو پاس نہ آنے دیا۔ فیلفوس اس کی سرکشی اور بد رکابی بلکہ سوڈاگر پر بہت خفا ہوا اس وقت بے ساختہ سکندر کی زبان سے یہ کلمہ نکل کر افسوس کیا خوب صورت عمدہ گھوڑا ہے قہر سمی سے کہو کو دیتے ہیں۔ فیلفوس اس کی بات خیال میں نہ لایا مگر جب بار بار اس کو یہ کہتے سنا تو مخاطب ہو کر کہنے لگا تو بڑوں پر تمن کرتا ہے اور اپنے تئیں نشو و بہر سمجھتا ہے۔ سکندر نے کہا بیشک اس گھوڑے کے قابو کرنے کی حیثیت افسوس زیادہ رکھنا ہوں فیلفوس نے کہا اگر تجھے اس گھوڑے پر نہ چڑھا گیا تو بتا کیا ہو گا۔ جواب دیا گھوڑے کی قیمت۔ اس پر سب ہنس پڑے مگر اب بیون میں یہ بات قرار پائی۔ سکندر نے جیٹ کر گھوڑے کی نگاہ پر ڈالتے ڈالا اور اس کا مونہ سورج کے سامنے کر دیا۔ اس میں وہ گھوڑا اپنے سایہ سے ڈرتا تھا اور سکندریہ بات مان لیا تھا۔ جنگ گھوڑے کا مزاج درست نہ ہوا اُس کو دلاسا دیتا رہا۔ پہر کا ایک چیلنگ مار کر اس کی پیٹھ پر جا بیٹھا۔ پہلے اسے قدم قدم چلایا اور جب اس کا ڈر بالکل ہٹ گیا تو ہٹ کر کر لیا۔ اور پھر سر پر ڈال دیا۔ اسی وقت فیلفوس اور ارکان دولت کے عالم میں کہتے سوا کی خبر سننا ہے کہ اتنے میں سکندر گھوڑے کو پیہر کر لے آیا۔ پہلے بے اختیار تمسین و آفرین کی اور اس کی شہسوار کی فادوی۔ فیلفوس کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو بہا۔ سکندر کی پیشانی پر بوسہ دیکر کہنے لگا کہ دنیا اپنے

واسطے کوئی اور سلطنت تلاش کرو۔ مقدونیہ کی ریاست تمہارے شان کے لائق نہیں۔

ایک دفعہ جب کہ سکندر بارہ برس کا ہو گا کہ فیلقوس کسی مہم پر ایک اہلی نصیب میں شاہ فارس کے قاصد مقدونیہ میں آئے۔ سکندر نے اسے اس طرح پیش کیا اور ایسی معقول گفتگو بیان پر لایا۔ کہ وہ حیران رہ گئے۔ نہ تو اسے کوئی بات چون کی سی نہ کی بلکہ یہ دریافت کیا کہ فارس میں بڑی بڑی شہر کون سی ہیں۔ اور کتنی کتنے قاصد پر رافع ہیں۔ شہر کون کا کیا حال ہے۔ اور بادشاہ کی جو کیسی ہے وہ اپنے دشمنوں کو کس طرح پیش آنا ہے اور اسکی قوت و شوکت کون چیزوں پر منحصر ہے۔

ایک مورخ لکھتا ہے کہ سکندر کی لڑکپن میں یہ خواہش نہ تھی کہ اسکا باپ اسکے بڑا ایک ایسی ریاست چھوڑ جائے جس میں صرف عیش و عشرت کے اسباب جیسا ہوں اور آسودگی سے غمگین ہو جائے بلکہ اسکی ہمت عالم کا یہ مقصد تھا کہ جو وہ کہہ کر آ رہا ہو اور اپنے قوت بازو سے آپ جنگ و جدل کر کے جاہ و جلال حاصل کرے۔ اپنے نزدیک بازو سے ایک عالم کو قبضہ میں لائے اور اپنے شان و شکوہ کی پیادہ کیے اور دکھائے۔ اس واسطے جب اسکو فیلقوس کی فتحیابی اور کشور کشائی کا خبر دیا پہنچتا تو افسردہ ہو کر اپنے یاروں اور حلیوں سے یہ کہتا کہ اگر میرا باپ بون ہی ملک پر فتح کرنا جائے گا تو ہمارے لئے کیا باقی رہے گا۔

سکندر کی سپاہ گری کی تعلیم لڑکپن سے شروع تھی لیکن علی جنگی تعلیم حاصل کرنے کا پہلا موقع اسکو جنگ کرونیا میں ۳۳۸ سال قبل مسیح ملا تھا جبکہ اسکا باپ اہل بیت ہنسر اور اہل تیبیا کی مستند فوجوں کو مع ان کے حامیوں کے مغلوب کیا اور یونان کی کل ریاستوں کو سلطنت مقدونیہ کا تابع کر لیا۔

سکندر کی لاوری اور فیلقوس کی شکر رنجی

سکندر کی عمر کوئی ۱۶ برس کی ہوگی کہ اسکے باپ نے قسطنطنیہ کے قریب جوار کے علاقہ پراخت کی اور بیٹے کو دارالخلافہ میں اپنی بجائے چھوڑ گیا۔ باپ کی غیبت میں سکندر سلطنت کا نظم و نسق بڑی خوش اسلوبی اور لیاقت سے کرتا رہا اور ایک قوم جو اس پر پیچھے باغی ہو گئی تھی اسے مسیح کر لیا۔ ہر باب کے ہمراہ جا کر یونان سے لڑا اور فتحیاب ہوا انہیں باتون سے مقدونیہ کے لوگ سکندر کو بادشاہ اور فیلقوس کو جرنیل کہتے تھے۔ لیکن وہ بھی بیٹے کی محبت میں اس سے ناخوش نہ ہوتا تھا۔ مگر آخرش باپ میون میں ان بن ہو گئی۔ جسکی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ فیلقوس نے پہلی عمر میں ایک اور شادی کی۔ نکاح کے روز جب سب جہان محفل نفس و سرور میں مصروع تھے اور شراب کا دور چل رہا تھا وہن کا چچا شہر کے نشہ میں نہکا رہا بلکہ اور حضار مجلس ادعا کر دے! خدا اس کو تختہ دار کو اولاد دے اور تخت کا حقیقی وارث پیدا کرے۔ یہ سن کر سکندر ایسا از روخت ہوا کہ شراب کا پیالہ جو ہاتھ میں تھا اسکے مونہ پر پہنچ گیا اور یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا کہ تو مجھے حرامی بناتا ہے۔ فیلقوس کو بہری مجلس میں بیٹے کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری اور نشہ شراب میں تلو الیک کر بیٹے کو مارنے لگا۔ مگر خیر گذری۔ کہ غصہ کے چر اور شراب کے نشہ میں لڑ کھڑا کر گر پڑا۔ سکندر نے کہا تو ایشیا پر چڑھائی کی تیار بان لے کر رہا ہے تجھ کو تو دو قدم چلا نہیں جاتا۔ اور گر کر پڑتا ہے غرض سکندر اس طرح باپ سے آزدہ ہو کر مقدونیہ کی ایک قریب کی ریاست میں چلا گیا اور وہاں مان کو ماموں کے ہاں پہنچا دیا۔

اسکے چند روز بعد یونان کا ایک سوداگر جو خاندان کا امیر تھا اور فیلقوس سے ہم اتحاد کرتا تھا اسکے ہاں جہان آیا۔ فیلقوس نے اٹھا و قتلو میں اس سے دریافت کیا کہ یونان کی ریاستوں میں اتفاق کی کیا صورت ہے۔ اس نے

جواب دیا کہ جب تمہارے گہرین سلوک نہیں تو اور دن کا کیا حال ہو جتے ہیں۔
 اس بات کا نتیجہ میں پرایا اثر ہوا کہ اسے دوست کی ہمراہ بیٹے کو مقدمہ طلب
 کر لیا مگر کسی بات پر باہم شکر رنجی ہو گئی اور سکندر کی مان نے جو کب نہ توڑ
 اور مفرد عورت تھی باپ بیٹی کی باہم صفائی نہ ہونے دی۔ اسی وجہ سے بعض
 سوچوں کو فیلفوس کے قتل میں اسکو بی بی اور بیٹے کی شرکت کا گمان گذرتا
 ہے مگر بیٹا بری الذمہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس نے اپنا باپ کے قاتلوں کو سخت
 سزا دی اور اسے خوب انتقام لیا *

یونان و ایران کے مابین وہان کے پولیٹیکل اور سوشل حالات

عظیم یورپ کے جنوب شرق میں ایک چوٹا سا ملک واقع ہے جسکو یونان کہتے
 ہیں طبقہ یونان کو وسعت میں چوٹا ہے مگر شہرت میں تمام دنیا کے کل ملکوں
 سے زیادہ نامور ہے جس زمانہ میں یورپ کے انگلستان اور فرانس جیسے اجالو ملکوں پر
 جہان کے باشندی آجکل روشنی کی براق پوشا کین سپن کر آفتاب کا مقابلہ
 کرنے کو موجود ہیں جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اس وقت روسے زمین
 پر اکیلا وہی ملک علم و فضل کی روشنی سے جگمگا رہا تھا۔ گو اس وقت دنیا کے
 صرف ایک دو اور حضری ہی اسی قسم کی روشنی کے پرتوں سے منور ہو رہے تھے
 لیکن یہ یونان سے کتنے تکر۔ بقراط سقراط ارسطو اور افلاطون جتنے نامور
 حکیم گذرچکے ہیں اور ہندوستان کے لوگ انکے ناموں سے نا آشنا نہیں سب
 اسی خطہ کی خاک پاک سے پیدا ہوئے تھے۔ شعور جن کی دھان وہ گرم بازاری تھی کہ دور رس
 کے لوگ جنگ ان شاعروں کی تصنیفات کو بڑی رغبت سے پڑھتے ہیں اور جسکو
 انکو سمجھنے کا ذائقہ نہیں ہوتا انہیں فاضلوں میں شمار نہیں کرتے۔ پھر سنگتراشی
 معماری اور مصوری خرمین کوئی فن ایسا نہ تھا جس میں وہان کے لوگ اور ملکوں
 کے باشندے ہی پرفاقت نہ ہوں۔ باوصف اسکو فن جنگ میں ہی ایسی کامل مہارت

رہتے تھے کسی کو ان کے مقابلہ کی تاب نہ ملتی تھی۔ ملک بڑے کسی ایک چھوٹی چوٹی یا ستون میں تقسیم تھا جو آپس میں ہمیشہ لڑتی رہتی تھیں۔ اسی خاندان جنگی کے باعث یہاں بڑے لڑاکے ہو گئے تھے۔ یہ لوگ زبان و ذہن اور اطوار و نسل کے لحاظ سے سب ایک تھے۔ سب کے سب ہندو کی طرح مختلف دیوتاؤں کی پوجن کی پرستش کرتے تھے اور ان کی صورتیں اپنی صورت کے مطابق مشابہ کرتے تھے۔ زمین و آسمان۔ آفتاب و مہتاب۔ بحیرہ و دریا اور ساری چیزیں جنہیں انسان سے زیادہ قدرت پائی جاتی ہے ان کے نزدیک عبادت کے قابل تھیں اور ان کو انہوں نے جسم قرار دیکر دیوتا مان رکھا تھا۔ اسی طرح صفات انسانی مثل رحم و انصاف اور عشق و غضب کی بھی پوجا ہوتی تھی۔ اور عام محسوسات میں مٹی، چھتر، دھڑ، لکڑی اور خوشنماظر آبی تھیں۔ وہ سب ان کو دیوتا سمجھی جاتی تھیں۔ ان کے سوا جو لوگ ان کی قوم میں یہاں اور جاہل و ہونے والے تھے ان کی بھی پرستش ہوتی تھی اور اسی سبب ان کے ہاں اکثر یہی لہو تہوار ہو کر ملتے تھے۔

یونانیوں کے دیوتاؤں کی پوجا جنگی اہل مصر اور ایشیائی قومیں پرستش کرتی تھیں اور بعض اور تہذیب دیوتا ایک خیالی وجود تھے جو انسان پر محض عقل اور قوت اور ہمت کے تعلق سے کہتے تھے۔ مگر انہیں امور نفسانی اور کینہ اور حسد و بغاوت اور برائیوں کو پاک اور تیز انہیں تصور کر کے جانتے تھے۔ قصص الامثال کے لحاظ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کے اکابر اور اجداد کا مذہب جو مذہب تھا۔ جن پر ظاہر ہے کہ کتاب میسوس میں لکھا ہے۔ کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ خدا سے واحد کا نام عالم پر ملتا تھا اس مذہب میں تمام زمین پر سعادت پہیلی ہوئی تھی۔ پھر ایک بار انسان کی حیثیت اور ایشیائی خزانہ میں ایک تیسرے مذہب پیدا ہوا جو عالم کی حکومت جو پھر اور دوسرے مذہب کے درمیان کے دیوتاؤں کو پس چھوٹی۔ اب ان دیوتاؤں کا مختلف مینوں میں مل ہے ان تمام یونان میں جو پھر سب بڑھ رہا ہے وہی آثار و مطلق بنیں تصور کیا جاتا تھا۔ خدا و قدرت کا نام اس مذہب میں

نقص اور نقائص امور نہیں موجود تھے۔ سزا کا عقل اور رسوم کی دیوی مانتے تھے
شجاعت و تریح سے اور جن دشمنوں سے قتل نہ کیا تھا *

چونکہ اہل یونان کا وہاں ہمدیت قوی تھا اور وہ ملک کنگال سرسبز اور شاداب تھا
اور باشندی بہت خوش و خرم اور آزاد تھے اس وجہ سے انکے وحم نے ہر شے
اور ہر مقام کا ایک علیحدہ دیوتا بنوایا۔ ایک شاعر نے اس مضمون کو انگریزی میں نظم
کیا ہے یہ کہ بعض مطالب نظم میں ہم بھی بیان درج کرتے ہیں۔ وہ ہوندا۔ *

قریب وحم

اسی عالم میں تہا کی چوہا اہل کماندہ
ہوئی کہ یونانیوں کے گناہ نرم کا بستر
تہکن کے دیر کرنے کو وہ چلی چلے کہ گانا
یکایک نہ سو امان گل او کو کان میں آئی
تو سو لا اپنا رگ او اس نو پر دل ہو مضطر
کو غور شید ضیا گستر کو وہ ایک دیوتا سبھا
محبت سے سوئی شہنای بچاتا ہے
اسی آواز سے ہر زن میں گویا جان آئی ہو
چلا ہو سو دیا یکے اپنا چل کا ذہ ہے پر
کہیں ہوں دیو اور وہ کا کسی جا رہا گانا ہو
اندر گیسر پلین کنگالی میں اور وہی ہوا جلا ہو
وہ کم کر دوشی ماسوت گئی کہ اسکو مطلب کی
یکایک آہر پیلے نے جو سوی اس لہر بالا
ہو جن ہر محل گم ہو دیون حرف تو ہم ہو
ہو جن گم مرغا دیوی کا ترخت چل میں
ہر گ کا انہی عالم حکم شد ہوں میں سدا

وہ طبع صاف و گرمی کے عالم وہاں ہے صحرا
شیر کے سایہ میں کہ چاکسین بیٹا اگر وہ ہر
وہ صحر کی ہر اک شے سے طبیعت اپنی بے گنا
ہو اگر کسندی سے ذرا خاموش وہ دے
وہ گانا کہ گانے سے کہیں دلکش کہیں بہتر
تو چرخ بیان اک اور ہی روداد کی پسند
کو کہ قتل حسین تانہ تھہ چہ جملہ آرا ہو
اسی کی لور کر شے کے رگ پل میں غما ہے
کہیں داکوئی ماہی گیسر پل رات کو شکر
کوئی تکی اترا ہو کسی محبت کے جانا ہو
بہ چل تہا وہ میدان ہے وہ شیلہ تہا تہا
ہو جن ہندی تہا تہا تہا وہ تہا شکر
ہر یونانہ تہا تہا تہا تہا تہا تہا
تو وہی جو تہا تہا تہا تہا تہا تہا
ہر تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا
تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا

نرالی اٹلی پوشاکین سنئے انداز کا جیسا
 گلے وہ نور کے وہ انگر گانے کی اما و کش
 دیا کوئی مسنہ جانب سنڈل واز بہر
 وہ غربت وہ تنہا وہ بیکسی وہ آبا پائی
 وہ تنہائی کا عالم اور وہ وحشت خزاووی
 وہ بان دوش ہوشت اس غریب وہ مضطر ہو
 وہ گرمی بہت چلو کی اور وہ پیاس کا عالم
 یکایک طالع پرست جو کچھ راہ پر آئے
 تلاش آب میں میاب ہو کر مسرت جاکے
 وختون کی ترن جہم کوئی وہ نیم جان دیکھو
 اسی شہر ہی تھوڑی دور تک بستی نظر آئے
 وہ پانی کام کر جائے شرب نشہ آور کا
 گہری بہرون رہو گا وہ سما جنگل کی وہ ٹہری
 وہ نہر پر مرگ سولہ حسہ کہلا جیسے
 کھو دین عجیب کیفیت آب ہوا ہے اب
 دل سرور شہر عنایات ساوی ہو
 نشو کو تلاش سنم اصل کا وہو کاوے
 پہاڑی پادہ دیکھو سامنے مجمع ہے پر یون کا
 اسی فوارہ سے جاری نہر فیض جاری ہو
 وہ پانی مبعوث شادابی کوہ و بیابان ہے

نفس کے لٹو گانے جی انیکا ہی سے چرچا
 وہ اونچی شہرہ نامین اور وہ باجو کو صد و کش
 بہت تن کمر رہا ہو تھک گیا ہو دور جانا ہو
 وہ مشرق و مغرب مقصود اور وہ ناشکیبانی
 وہ کھائی تک نہیں تھی جہاں کو سون تک آبادی
 وہ فرماندگی سے دو قدم چلنا ہی دور ہو
 یہاں نہنگ کے وہ کائے کوس اور وہ پیاس کا عالم
 وختون کا ذخیرہ دور سے اسکو نظر آئے
 حصول عا ہو کالب جہاں میں جان آ
 جسو آب بقا کہتے ہیں وہ آب روان دیکھو
 پوک پانی باطنیان دم بہر وان پھر جائے
 وختون کی ہو اوی لطف ربط روح پیکر کا
 وہ سورج کا طلحاؤ رنگ اولو و ہوپ کی دوی
 یہ پیش منحل بہر اور وہ لوٹی سرخ رشیم کی
 وہی جل جو تما و حشت فراغت فراہو آب
 اس علمین تو ہم عقل پر سک جو عادی ہو
 جلیس نہا سوس کا تاٹا اسکو دکھلاوے
 وہ میں بانیکا سے اک حوض اور اسین کو فوارہ
 وہ فوارہ نہیں گویا رنگ لبر بہاری ہے
 وہ پانی پنج سیرابی سراج و بینان ہو

ملو تدریخ کن ہونان ہیں قد ہی جاتی تھی اور صبح نور تیر خیز تیر کرے اور محفوظ رہی کہی کا
 بڑا خیال تھا۔ تمام ممالک رچی زمین جنگا حال اس زمانہ میں مسکوم تہا وہ سلطنتیں
 شہر کا لے بی کا نام چھو اہل ہونان کے نزدیک مس چند سہیلیوں کے پانی کے محض تصور کی تھی +

مین مقسم تھے۔ ایک تو سلطنت ایران جو دولت مین شہید اور طاقت مین
ضعیف تھی۔ اور دوسری سلطنت یونان جو طاقت مین زباہہ مکر و سعت مین
مکرتبی۔ اس سلطنت ایران کا بانی میانی کیخسرو شاہ گذار ہے جسکا ذکر شاہنامہ
مین مفصل درج ہے۔ شاہ گشتاسک کے عہد مین ایک سو بیس صوبے اس
سلطنت مین داخل تھے۔ اور ہندوستان تک اس کی سرحد تھی۔ اندونو ایران
مین سکندر کا جمعہ وار اہن و ارباب حکمران تھا۔ اور جیسا کہ اندونو ہندوستان
کے نظم و نسق مین کئی طرح کی خرابیاں تھیں ویسا ہی ایران کا بندوبست ابتر
تھا۔ رعایا کے مال کی کچھ حفاظت نہیں ہوتی تھی اور انکو ناظمان شاہی اور امیران
مشرقی لوٹتے رہتے تھے۔ زد و شت آتش پرست کا مذہب تمام وسیع مملکت
مین۔ جسکو پیر و کبیر و آتش پرست کہلاتے تھے +

اور یونان کا حال یہ تھا کہ یہ ملک ابتدا میں مختلف ریاستوں مین بٹھرا ہوا
اور جسکو شہر تھے انہی ہی ریاستیں تھیں اور ان مین ہمیشہ لڑائی رہا کرتی تھی چھوٹے چھوٹے
سربراہ ہمیشہ غائب جنگی مین مصروف رہتے تھے اس ملک کے شمال مین ایک چھوٹی سی ریاست
واقع ہو جسکو مقدونیہ کہتے تھے اسوقت وٹان ایک خاندان کے بادشاہ حکمرانی کرتے
تھے جو اپنے تئیں یونانی بتاتے تھے مابند امین اس ریاست کو بہت رون اور قدرت
حاصل تھی۔ مگر رفتہ رفتہ زور پکڑ گئی اور سال مسیحی سے ۳۶۰ برس پہلے فیلقوس کے عہد
حکومت مین اسکو برا عروج حاصل ہوا اس بادشاہ نے اپنی شجاعت اور لیاقت
سے اس سلطنت کو بڑھایا اور بہت آہستہ آہستہ یونان مکی کل ریاستوں کو اپنے فرمان کا
سطح مین منقاد بنا لیا۔

عہد سکندر کو ایک سو سال پیشتر ایران یونان اور یونانیون مین لڑائیاں

تھیں اس زمانہ مین ایران کا مہم مین تشریف لے گیا۔ یونانیون کا بت اور غریب پرستی اور
بت پرستی اور حیوانات شل و غول و گربہ کے پرشش۔ نقد یہودی لوگ خداوند و خدا لاشیک
کی پرستش کرتے تھے +

ہوئی تھی آتی تھیں ایرانیوں نے یونانیوں پر دومرتبہ پہلے حملہ کیا تھا اور اگرچہ وہ
تعداد میں یونانیوں کو بہت زیادہ تھے لیکن وہ نومرتبہ بری اور بکری لڑائیوں
میں انہوں نے شکست فاش کھائی۔ بعض مورخوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ
ایک مرتبہ اہل فارس نے مقدونیہ کو اپنا باجگذا۔ جی کر لیا تھا۔ چنانچہ سکندریہ
میں جی ایسی شہادت پائی جاتی ہے اور کتاب نامہ خروان میں بھی جو ایک
معتبر کتاب ہے جو راج ہے کہ دارا کے باپ دارا نے فیلقوس کو باجگذا کر لیا
تھا۔ کیا تعجب جو شاہ صبح ہوگا۔ لیکن اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ یونانی
بھی کچھ بہت مغلوب نہ رہے۔ اور اس وقت سے یہ کہ ہمیشہ ایشیا کو چمک
میں ان دونوں قوموں کے درمیان رڑی رہنے لگی۔ ایرانیوں کے
مروجات کو عاموں کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ یونانی سپاہیوں یا مزدوروں کو جو طمع زر
سے ایران میں آجاتے تھے وہی فوج میں پہرتی کر لیتے تھے۔ کیونکہ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ
یونانی بڑے جنگجو اور فوج جنگ میں بڑے ماہر لوگ ہیں۔ آہستہ آہستہ کھسکے کھسکے
ایک مرتبہ یہ اتفاق ہوا تھا کہ اسکے یہاں خسرو نے سرکشی کی اور گروں اطاعت
سے سیر کر رہا۔ دشمنوں نے وہاں جو انان یونان کے دریاے فرات سے عبور کر کے
فتح کرنا ہوا قریب بابل کے پہنچ گیا اور ایک معرکہ خفیم میں وہ اگرچہ فتح یاب
ہوا لیکن جنت مار گیا۔ یونانیوں نے اپنے سپہ سالار کو مارا ہوا دیکھ کر قصد پس پا
ہوئے کالیا اور باوجودیکہ لشکر ایران فوج یونان کے تعاقب و مقابلہ
میں تھا۔ پہر ہی نہرنا بیل ملک بیگانہ آرمینیا سے گزر کر بخیر و خوبی بحر
اسود تک پہنچے۔ بہت آگے اور خفیم سے کہہ نہ ہو سکا۔ ان باتوں سے یونانیوں کو یقین
ہو گیا تھا کہ ایرانیوں کے لشکر عدسے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں امد تھوڑی سی
محبت یا قاعدہ بہت سو سپاہ نا جنگ آزمودہ کو نہریت دے سکتی ہے۔
اس فتنہ میں فیلقوس نے بہت سی یونانی رہاسنوں کو اپنی زنجیں کر لیا
تھا اور باقیوں کو شدت موت کا ٹھہ لیا تھا سب سے شفق ہو کر اہل فارس

کے مقابلہ کے وسطیٰ مہم کی تیاری کی اور اپنے آپ کو سپہ سالار قرار دیا۔

فیلقوس کی وفات سکندر کی تخت نشینی

فیلقوس مہم ایٹلیا کے لئے اسی سامان تیار کر رہا تھا کہ اپنی خدمت
لی شاوی ہین ایک امیر کے ہاتھ سے سو سال قبل حضرت مسیح ماریا فیلقوس
کی ناگہانی موت کی خبر شکر یونان کی بہت سی ریاستوں نے جب دیکھا
کہ تخت و تاج کا وارث نا تجربہ کار لڑکا رہ گیا ہے ارادہ کیا کہ شاہان مقدونیہ
کی اطاعت سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جاویں۔ اس لئے بغاوت پر مستعد
ہو گئے۔ سکندر بیس برس کی عمر میں مقدونیہ کے تخت پر بیٹھا۔ اور اپنے
باپ کے بڑے بڑے ارادوں کو سمجھانا چاہا گو چارہ طرف سے اسے خطرہ ہی خطرہ
نظر آتا تھا کیونکہ شمال سے ویشیوں کے حبیب حرکات اور جنوب سے کے ہن
یونانیوں کی شورش سکندر سے نوجوان تخت نشین کے وہمکانہ کے لئے کافی
تھیں لیکن اسکی طبیعت کی جسارت اور خدا داد استقلال ان حضرات پر غالب
آگئی۔ اہل ہتھی نے اسکو اپنی ریاست کا حاکم تسلیم کر لیا اور قوم ایفگھان نے
بلاغشہ من اسکو وہ تمام اعزاز سپرد کر دیے جسے فیلقوس
سفر کیا گیا تھا۔

گو سکندر اسی جوان حال شانزادہ تھا لیکن اسکی تسلیم کی تکمیل عرصہ سے
ہو چکی تھی۔ وہ ہمیشہ اپنے آپکو مشہور و لاوردون پہلوانوں اور دیوتاؤں کا
جانشین سمجھتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اچیلز کی تلوار کو استعمال کرنا میر فرمن
اور نیز میری غرت کا باعث ہو اسکو ولیمین رجز خوانی سے جوش مروا گئے
نہید ہو جاتا تھا اور مطالبے بول دینا بچہ کو روشنی حاصل ہوتی تھی۔

جب سکندر اکثر یونان کی زمینوں پر ٹوٹ پھوٹنے لگا اس کے وزیر ملک نے
مشورہ دیا کہ یونانیوں سے متوجہ نہیں ہونا چاہیے تاکہ ہمدردی سے بچے جب

ہم ہمیشہ پارچائیں شوش نہ چھوڑیں۔ مگر سکندر نے کہا ایسا نہیں ہوگا
میں جینک گہر کا انتظام درست نہ کروں میں کس شان کے شاہان نہیں
کہ باہر جا کر لوگوں کو دھمکاؤں غرض اس نے یونانیوں کو کچھ تو سختی اور کچھ نرمی
سے بطرح ہوسکا سمجھایا۔ اس اثنا میں اسکی کامیابی کی بڑی وجہ اسکی طبیعت
کی ہوشیاری اور پھرتی قرار دیا جاسکتی ہے۔ وہ دفعتاً جواشیا کا فساد فسر
کرنے کے لیے چڑھ گیا اور یکایک قوم تہذیب کے دروازوں پر طعنے مارا اور
ہوا۔ کہ وہاں کے لوگ جیسے ان وحشت رگیے۔ اسکی قوت بازم اور
جسارت طبع کے باعث لوگوں کی نگاہ میں اسکی حرمت فیلقوس کو بھی زائل ہو گئی
سب سے لیں زمین کے سوا یونان کی باقی سب ریاستوں نے بمقام کارٹاچو وکیل
ہیسیک کھال احاطت اور تابعداری کے اظہار کے بعد مہملدس کے لئے اسکو
پنہ سپہ سالار تسلیم کیا یہ وہی جہدہ ہے جو کچھ عرصہ پیشتر اس کے وفد کو تفویض
کیا گیا تھا

کہتے ہیں اس وقت سکندر کی خدمت میں گرو نواح کے بڑے بڑے حکیم اور
رہنما مبادک باد کو اسے سکندر حکیم دیو جانس کھلی نہ آیا۔ سکندر خود اس سے
پوچھنے گیا یہ حکیم اس وقت دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا۔ بہت سے آقاہوں کو اپنی
جانب آتا ہوا دیکھ کر نہ مہیا۔ سکندر نے بڑے خلاف کے ساتھ اس سے
گفتگو کی اور کہا کہ آپ کوئی خدمت میرے لائق قرار دیں۔ اس نے جواب دیا
کہ ذرا دھوپ چھوڑ کر کھڑے ہو جائیں۔ اس بات پر سکندر کے نقاب
پھٹے مگر سکندر کو اس کے استغناء پر غش ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ اگر تمہیں خدا نے
سکندر نہ بنایا ہوتا تو اس سے دیو جانس کھلی ہونے کی آرزو کرتا۔

سکندر جب عظیم الشان جلیل القدر شہنشاہ کے مختصر حیات کو بے شہد
و مقامات بطور ایجاز تسلیم کرنے کے لئے جینک ہم قدم قدم پر نقشوں کا حوالہ
زدیں ممکن نہیں کر اسکی تیرو تہ مہمون بغتت یغمدون نوح مگشیون اور

مقابلوں یا قدرتی رکاوٹوں کا جو اسکی سدا رہ ہو مین یا نہایت وسیع سلطنتوں اور مملکتوں کا جو اس نے صرف چند سال میں کھنڈین پتہ لگایا جا سکے تمام رزم و پیکار کے کارنامے جنگ اہلی مقامات وقوع کی نشاندہی جغرافیہ نہ کرے بلکہ انصاف اور محض مدد از کار فسانے میں۔

شمال کے وحشی باشندے سکندر کی وفات کی غلط

خبر مشہور ہو گئی۔ اہل تہینبر کی گرفتاری

سکندر نے اس غرض کو سیری مہم ایشیا پر جانے کی غیبت میں کوئی مشہور شخص چھپے نہ بچا دین اور فساد نہ کرین شمال کے وحشیوں کو مطیع کرنے کا ارادہ کیا اپنے پانچ تخت معدومیت سے موسم بہار میں ۳۲۵ سال قبل مسیح روانہ ہو کر باوجود وہاں کے ساکنین کے مزاحم ہونے کے برق و باد بطرح سفر کر کے وہیں پہنچا کہ وہاں کے سرداروں کو گداز گیا اور بایں ڈیو پکے وسیع میدان میں جا ترا آتے ہی اہل محل کو فتح کر لیا اور دیا نوڈیو پ کو کسی ایسے مقام سے عبور کر کے کہ جہاں ٹیک پتہ لگانا مشکل ہو قوم گیتی کو جو شمالی کنارہ دیا پر رہتے تھے جا دیا۔ چونکہ سکندر وقتاً دو تہلہ سفر نہ کر کے آئے سر پر جا پہنچا۔ وہ ایسے حواس باختہ ہو گئے کہ آٹھ ہاکو الیمیریس اور طالیسٹری فرقوں کو تاخت و تاراج کرنے ہو گئے کیونکہ مملکت چوڑے سے پشتر سکندر کو ان فرقوں کو دبا نا ضروری معلوم تھا تہا بن کو براہ راست کی۔

ابھی سکندر کو شمالی دشمنوں کی سرکونی سے شکل فراغت ہوئی تھی اور سہل ہی میں تھا کہ یونانی ریاستوں میں جنگ کو سکندر نے زور اور تحریف سے مطیع کیا تھا تا سکندر کی وفات کی خبر مشہور ہو گئی اور ایک برس پہلے ریاستوں نے سلطنت مقدونیہ سے آزادی حاصل کرنے کی اسید ثمان کی اور سکندر کے حو نو حنی افسران کو جس کو وہ کہتے تھے دنیا کی بڑائی کے مہم شہر

ہرگز پرس کی حالت کے لئے دنا کے قدم میں تیناں کرگیا تھا قتل کر دیا باقی
 ابھی تیار ہون میں معروف تھے اور آوازی کے خیالی پلاؤ پکا ہے تھے کہ
 انکو دشمن کو بھی خبر چاہی ہو تھی جو دم زدن میں فوج جڑا لیا کرانچہ پر برق آسا
 آن پہونچا۔ اور اٹکے شہر کے ساتھ نیچے ڈیرے ڈال دیے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اگر
 اس وقت سکند کو کوئی معقول عذر سنایا جاتا تو وہ ضرورت تسلیم کرنا اور معاف کر دیا
 تھا لیکن باشندگان تینبر کے کینہ تو زہر جوش خیالات تھے انہیں عذر نہ ہی
 سے باز رکھا کیونکہ مورخ کہتے ہیں کہ سکند نے ایک ہشتہار اس مضمون کا
 جاری کر دیا تھا کہ اگر اہل شہر اپنے سرغنے حوالے کر دیں تو اس سے باز پرس نہ
 ہوگی۔ اس کے جواب میں اہل شہر نے کہنڈ سے کہا کہ سکند ہی اپنے دو جوشل سہکے
 حوالے کر دو۔ غرض شہر سے کام نہ چلا اور نگامہ کارزار گرم ہوا۔ اگرچہ تینبر والوں
 نے جنگ میں خوب شجاعت دکھائی اور داور وانگی دی۔ لیکن سکند کی
 فوج کو عمدہ براہوں سکے۔ تھوڑے سے مقابلہ کے بعد سکند ہی سپاہی شہر میں
 داخل ہو گئی۔ فاتح سپاہیوں نے ایسا سخت ہنگامہ قتال گرم کیا کہ جنگی تفصیل
 میں نہ خون نہ دہتی ہے۔ سکند کی فوج میں جبقتہ فویشین سپہیلین اور
 براوشین لوگ تھے۔ ادھون نے گذشتہ دو دو کھرب جو اس شہر کے
 بے تیز نازا شیدہ باشندوں سے اٹھائے تھے یاو کر کر کے غیظ و غضب ہو
 آگ بگولہ ہو گئی۔ اور اس پیش سے شہر میں قتل عام کیا کہ جو سامنے آیا جائے
 نہ دیا خون کے ندی نالے بہ گئے۔ جنہوں نے مقابلہ ہی نہیں کیا تھا
 انکو بھی شمشیر کی گھاٹ سے اتار لیا گیا۔ جو مسندوں میں سوٹوں سو دھانین
 مانگے تھے اور التجا میں کر رہے تھے وہ ہی ان کے خنجر بران سے نہ چپے
 غرض عورت چھوڑی نہ بچے چھوڑی سب نہ تیغ بیدار بن کر ڈلے
 مقتولوں کی تعداد کا تخمینہ ... کیا گیا ہے لیکن شاید کسی قدر مبالغہ ہوگا
 جو قتل سے بچے تھے وہ قریب میں نہلو کے غلام بنا کر فروخت کر گئے۔ البتہ

چند قنقر اس ہنگام قیامت کی لپیٹ میں نہ آئے۔ یعنی خادانِ دین ایشیائے
فاتح کے چند جوان و جہون نے بغاوت کر رکھا تھا۔ اس قتل عام سے پہلے۔
اس یونان بے تمیزی سے سندرون کے ساتھ شہر کے مکانات منہدم
کرائے گئے۔ اور شہر تینہزار اسی وقت فقط ایک کنڈرات کا ٹیلا معلوم
ہوئے لگا یا یون کہو کہ اس وقت خط یونان سے اس شہر کا نام ساویا گیا
کہ اہل تینہزار ہی اسی قسم کی نذر کے مستحق تھے لیکن چونکہ سکندر نے جانب
جنوب آگے بڑھنا تھا اس وقت قوی مصلحت نہ سمجھا اور ارادہ ملوثی کر دیا
کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ تینہزار کی مثال ساری ملک کے یانیوں کی عبرت کے لئے
بہت عمدہ نمونہ ہوگا اور یہ بات ایسی ٹھیک نکلی کہ یونان میں فی الواقع اسکا
عرب ایسا چاہا گیا کہ پھر کسی مخالف نے سر نہ اٹھایا۔

ایشیائی مہم۔ سکندر کا شہر طرای میں پہنچنا

صوبی سندھ ۳۳ سال پیشتر موسم بہار میں سکندر نے مہم ایشیا پر
جانی کا قصد کیا۔ یہودی مہم ہے جسکو واسطے اس کے باپ کا سینہ ہی خوش آئند
امیدوں کو سالہا سال سے گرم تھا چھ پانچ ماہ میں اس چٹائی کے سامان
درست ہوئی سکندر نے بیش ہزار پیادوں سے پانچ ہزار سوار سپاہ لے کر فوج
میں زیادہ تر مقدونینہ والے اور اہل تھلی شامل تھے اور یہی لوگ تھے
جسکی بہت بازو پر سکندر کی نصرت یا نصرت کا زیادہ تر دار تھا باقی
بھی کئی ایک ریاستوں کی تھوڑی تھوڑی فوجیں تھیں۔ سکندر کے
باس اس وقت بہت تھوڑا سا حنڈانہ لگایا تھا جسکی وجہ یہ تھی کہ
اس نے چلنے سے پیشتر بہت سا خزانہ اپنے دوستوں اور اہل فوج میں
تقسیم کر دیا جب ایک سردار نے سکندر سے پوچھا کہ بادشاہ سلامت
آپو سا خزانہ تو بانٹ دیا اپنے واسطے کیا رکھا ہے سکندر نے کہا امید

اس بات نے اس سوار کے دل پر ایسا اثر کیا کہ اس نے سدا و چہد امرار کے سب لیا ہوا روپیہ واپس دے دیا اور کہا کہ ہم بھی آپ کی امید میں شریک ہیں غرض اس طرح دواؤں و ہش کرتا مقدونیہ سے چلا اور ۲۰ روز کے عرصہ میں بمقام سطوس جو کہ بس پونٹ کے کنارہ پر واقع تھا جا پہنچا یہاں بس پونٹ ایک سمندر کا نہایت تنگ قطعہ ہے۔ جس کو اب آبنائے ڈارڈلےز کہتے ہیں اور یورپ کو ایشیا سے جدا کرتا ہے۔ وہاں فوج کے واسطے پہلے سے کشتیاں تیار کروا رکھی تھیں کیونکہ اس زمانہ میں بڑے بڑے جہازوں کا کوئی نام نہیں جانتا تھا فوج کو ان میں سوار کر کے خود ایک چوٹی کشتی میں بیٹھ گیا اور اسے اپنے ماتھے سے کہینچا چلا گیا۔ سجدہ زمین پہنچ کر سمندر کے دیوتوں اور دیویوں کے نام پراپک ساؤنڈ کی قربانی دی۔ اور جب کنارہ نزدیک آیا۔ تو اپنا تیرہ خشکی پر ہینک دیا اور اس کو یہ شگون لیا کہ ایشیا پر قبضہ ہو گیا۔

کنارہ پر اتر کر شہر طرای کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر اپنے دوست خیمین سمیت جو اچیلز کی اولاد سے تھا ان دلاہوں کے مقبروں کے جہنوں نے اس میدان پر جاننا زبان کی ہتھیں اور زمین اچیلز ہی مع اپنے عزیز دوست پیٹروفس کی لمبی مائوسو ماتھا۔ نہایت شوق اور ارادت سے زیارت کی۔ شاید جوانی کا جوش اس جوان شہنشاہ سے ایسی خوش اعتقادیوں کے فام ہونے کا بڑا سبب ہوگا لیکن اس میں ہی شک نہیں کہ سکندر کی حکمت عملی کا یہ بھی ایک بہت بڑا پہلو تھا کہ اپنے پیروں اور لشکر میں وغیرہ پر ظہر کرے کہ وہ ہی زمانہ دلاوری کے مشہور بیاور اور جب گواچیلز کا بانٹین ہے

جنگ خدس کو خدات کی نظر سے بچ کر اشارہ کیا کہ وہ طنبور جب گواچیلز بجا کر دل بہلایا کرتے تھا لایا جاوے۔ سکندر جسکے چہرے پر اس وقت عجیب طرح کی آداسی چھائی ہوئی تھی تو ٹھہری دیر معصوب ابوسنسان سمند

کے کنوہ پر بیٹھ کر مشہور دلامردوں کے کارنامی جنگی تفصیل ملک الشعراء ہمر کی کتاب الیثین میں درج ہے۔ ظہور بجا کر اپنا دل خوش کیا۔ اس بات کی صحت میں ہیں۔ مطلق شک نہیں۔ کیونکہ جب قدر میں سکندر کے عادات اور چلن کے حالات سے انکی حاصل ہے۔ اسی قدر ہم جانتے ہیں۔ کہ اسکی طبیعت مزور اس امر کی تقاضی ہوئی ہوگی۔ کیونکہ دلاوران تہذیب کے کارناموں کو سکندر انکی برابری کرنا اور بزرگ ہومر کی نظم کو نظر عزت سے دیکھنا یہ دونوں اسکی دلی آرزو میں ہیں۔ اور اس لئے وہ ہومر کی کتاب الیثین سے ایسا پیار کرتا تھا کہ ایک دم اسکو چھوٹا نہیں کرتا تھا بلکہ رات کو تلوار کی جھلہ پاس رکھ کر سوتا تھا اور محبت سے اسکو لڑائی کے علم کی حالت کہتا تھا *

سلطنت فارس جنگ گرنیکس

جس زمانہ میں سکندر عظیم ایشیا کے کنوہ پر جا ہوا تھا۔ اس وقت فارس کی عظیم شان اور نہایت وسیع مملکت سے کمزوری کی کئی علامتیں نظر آتی تھیں۔ خود اہل فارس جو فاتح قوم کے ہمسر تھے متحد او میں کم تھے۔ اس تمام وسیع مملکت پر صرف ایک شاہنشاہ مطلق العنان حکومت کرتا تھا۔ جسکی زیر لوائی بے شمار مختلف قومیں آباد تھیں۔ اور ملک کے حصے قدرتی حدود سے محدود تھے جنکو عبور کرنا ذرا دشوار کام معلوم ہوتا تھا۔ صوبیات دار السلطنت سے دور دراز فاصلہ پر ہوتے تھے انکی مخالفت اور انتقام کے لئے صرف کسی قدر مسلح فوج ایک مغز افسر کے ماتحت تعینات کی جاتی تھی اور یہ افسر جیسے ہر دس صوبہ کی حکومت کیجاتی تھی بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوتے تھے۔ اس لئے سلطنت کا چند حصوں پر تقسیم ہونا اور طائف میں کمزور رہنا ایسے لاپرواہی امر تھے کہ بینک ایسی سلطنت کا وجود باقی تھا بیشک اکھا اوالہ مونا محال تھا۔ اسکے علاوہ یہ حکام صوبیات صرف ستر کے ٹوکے ہر

شہنشاہ کی اطاعت کرتے تھے ورنہ اراوت و مروت کا کوئی رشتہ اُمینین
عالم نہیں ہوتا تھا جس وقت کوئی صوبہ دار اپنے آپ کو سلطنت کو مقابلہ
کے قابل پاتا تھا اس وقت گھلے بندوں یا غنی ہو کر بادشاہ کو بیعت جنگ
کرتا تھا اس لئے اس وقت صرف اس قدر نتیجہ نکلتا تھا کہ وہ خطہ زمین سلطانی
سلطنت کے حدود سے چند سے خارج رہتا تھا۔ بعض صوبہ جات کی حکومت
بعض ظلموں کے خاندان میں پشت در پشت چلی جاتی تھی اور چونکہ بادشاہ
میں ان کے مقابلہ کی تاب نہ لی تھی اس لئے برائے نام بادشاہ ان کے انتظام پر رہے
نام منظور کر لیتا تھا۔

ولر شاہ فارس کیند بادشاہ کا ہم عصر گزرا ہے اس میں انتظامی لیاقت اور
گرتی ہوئی سلطنت کو سنبھالنے کی طاقت موجود نہیں تھی۔ انتظام فوج کشی اور
نیو آزمائی سے بالکل بے پروا تھا اور بہت کا پر لے دیر سے کاپست اسکو حملہ آور
قوم کو کس پار کرنے کی بالکل امید نہیں تھی مگر ان یونانیوں پر ہی امید تھی جو اس
کی فوج میں ملازم تھے کہ اپنے بہائی ہندون کا مقابلہ کر سکیں گے۔ کیا سوچیں گے
جبکہ جو شاہ کیند واد کا بیٹا بنا سکندر کے عہد تک دستور ہو گیا تھا
کہ ایک یونانی سپکوٹ سے ہیشہ اپنے ملک سے آ کر شاہ فارس کی عزت میں شامل
ہو جاتے تھے کیونکہ پیچھے ذکر ہو چکا ہے کہ اہل فارس پر یونانیوں کی جنگجوی ثابت
ہو گئی تھی۔ اور اس طرح اہل یونان اپنے نئے ملک کے زیرِ حکم اپنے بہائی ہندون
کا جو ان کے عزیزان اور ہم طوار ہوتے تھے مقابلہ کرنے کو میدان جنگ
میں مستعد ہو جاتے تھے۔ یونان کی خانہ جنگی اور آئے دن کے جھگڑوں کے
اکثر اہل یونان کے آرام میں مارج ہو کر انہیں وقتاً فوقتاً زاولوم چھوڑ کر جنگ
وطن ہونے کو لئے مجبور کرتے رہتے تھے اور وہ اس لئے شاہ فارس سے اس
عہدہ اور مال متاع کے حاصل کرنے کی تمنا کہتے تھے جس سے وہ وطن
سے دست بردار ہو کر چلے آتے تھے۔ اس وقت وارا کی بڑی امید

کوہن اک یونانی مہین نامی باشندہ جزیرہ رودس پر پیرس تھا کیونکہ
اس کی جہتی قابلیت اور ہر آزمائی کی بیادقت اس قابل تھی کہ اس
کو شاہ مقدونیہ کا مہیب اور زبردست و مقابل تھوڑے
سکین۔

اس عرصہ میں دارا شاہ فارس کے جرنیل سکند کے مقابلہ کے لئے شکر جرجا جو قریب ایک لاکھ دس ہزار کے ہتھیار دیہائی گرنیکس کے مشرفی کنو جیواو سٹوڈ لاکھتے ہیں اور بحیرہ مار سور امین گرتا ہے ایک ہفتہ تمام چیک کر کے کیونکہ فوج فارس کے سرداروں کا رادہ تھا کہ اس تمام پر دشمن کا مقابلہ کریں لیکن یہ امر نہیں کی اسے کے بالکل برخلاف تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت یہ طائفہ موز جنگ سپہ سالار شکر کی کمان پر تعینات نہیں تھا صرف صحیح اور مفید مشورہ دینے والے کا مجاز تھا۔ اور ہر سکند نے مقابل کے معاملہ پر دشمن کی فوج کو جو تعداد میں قریب ایک لاکھ دس ہزار کے تھے اور اسکی اپنی سپاہ کو دو چاند سے ہی زیادہ تھی پڑا ہوا دیکھا۔ سال کو ہی نا اس ہوا یا یا شام کا وقت قریب تھا اسکو ایک سردار نے راوی دی کہ اس وقت حملہ کرنا مناسب نہیں۔ لیکن سکندر نے جواب دیا کہ ایسا کرنا قرین مصلحت اور عقائد مردانہ نہیں۔ یہ کہہ کر دیکھ میں گھوڑا ڈال دیا اور سرداروں کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا سامنے دشمن نے تیر بڑے شروع کر دیا سے کی غلام نے ہی اسکو بار بار غوطے دی لیکن دیوانوں کی طرح جوش میں پہر ہوا آگے بڑھا گیا کناہ پر پہونچ کر صف آرانی کی جلد کسی کو نہ ملے یہی پیادی پہونچو ہی نہیں تھے کہ وہ دونوں زمین غٹ پٹ ہو گئیں لیکن چونکہ فارس والوں کا مقام قیام مطلق فوج سکندری کے حملہ کی مقاومت کرینے قابل نہیں تھا اس لئے فوج فارس بادل جو دیکھ جان توڑ کر لڑی۔ لیکن شکست فاش ہو گیا۔ اس میدان کی فتح صرف سکندر کی ذاتی جرات پر جس نے کہ اپنی ماتہ سے فوج مخالف کو دہڑے نامور سرداروں کو خاصے مقابلہ کے بعد خاک میں ملا دیا

اور مقدونیہ والوں کے لیے یہاں کے نام پر جنہوں نے دشمن کی رہی رہی بے قاعدہ فوج کی صفوں کو درہم برہم کیا نامزد ہو سکتی ہے۔ گواہ اس سلسلہ میں سکندر کا چون جڑ کے مقام سے کہل گیا تھا اور خود ہی چیلنی ہو گیا تھا لیکن جسم کو مطلق گزند نہ پہنچا۔ فوج فارس کے یونانیوں نے میدان جنگ میں گوداد مرزا ملکی دی تھی لیکن وہ تیر کے سوا باقی سب کٹ کر غر مہج کے آب نیر و شمشیر میں ڈوب مرے وہ نہ ہر جوج رہے تھے باز بجزیر کر کے مقدونیہ میں غلام بنائے کر لئے بھیجے گئے۔

اس لڑائی کے خاتمہ پر سکندر نے ثابت کر دیا کہ اسکو انہما مجت سوت کر یوں کے تسخیر قلوب اور انکو آمادہ جنگ و نصرت کرنے کا وہنگ خوب یاد ہے اس نے بذات خود اپنے مجروح اور بیمار سپاہیوں کی عیادت کی۔ انکی بہادری کے کارنامے اور غمخون کی باتیں سنیں۔ والدین چلے بیٹے جنگ میں کام آگئے اور بیٹو جنگیو باپ اور بوا میں جتنے خاوند چل سوتے انکی خوب طرح امداد اور ہمدردی کی اور انہیں کھو طرح کی تمدنی حقوق اور مراعات کا مستحق گردانے سکندر نے اپنے جہو میں بوقت جنگ پچیس سو ارب پور مقدمہ ہمیش آگے رکھنے کا طریق نکالا تھا۔ چنانچہ وہ پچیس جا نیاز جو اس حملہ میں اسکی ہمراہ تھے مار گئے تھے۔ جسپر سکندر نے لسی پس مشہوریت تر اس کو مکمل دیا کہ انکے بت پر بھی تیار کرے۔ چنانچہ وہ بت مقدونیہ میں رکھو گئے اور میں بعد شہر روم کے ایک سرکاری عمارت کے سجانے کے کام آئے۔

بحسب الزمر مشرقی یونان کے کنارہ پر بہت سے یونانی نقبات تھے اور چونکہ سکندر کا منشا تھا کہ ان سب کی علیحدہ علیحدہ آواز اور راستیں بنا دی جاویں اسلئے یمنجہ اسکو مطلب کے لئے بہت سو مند تھی۔ کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اس طرح وہ یونانی اسپین متفاق کر کے میری تخریب نہیں کر سکیں گے اور وہ سب وہ سپہی ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ یونانیوں کو آزادی دینا چاہتا ہے۔

اور ہر حالت میں انکا مدد اور کامی ہے ۔

مختلف جہات

سکندر اعظم کے کثیر التعداد جہات کو اُسکے ہونٹے سے ابام حیات میں جمع کر کے دیکھنا بڑا مشکل کام ہے چنانچہ کسی کسی موقع پر معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے نامور مورخوں کے ہی ماتہ رز نے رہے ہیں۔ یہاں پہنچ کر ایرین کی تحریر میں بھی صاف نشان نہیں ہے سکستین۔ اس لئے وہی قابل شک میں نہیں۔ ہم ناظرین کو اس سے عمدہ کوئی رائے نہیں دے سکتے جیسے کہ ہم اوپر ہی ذکر کر چکے ہیں کہ اس مقدونیہ کے بہادر جنرل کے صحیح صحیح واقعات و جہات ذہن نشین کرنے کے لئے جو جغرافیہ اور نقشے سے مدد ملنی چاہیے جنگ گرنیکس اور میدان افلاکیہ کے درمیان قابل یاد کا نقطہ واقعہ گذا ہے کہ سکندر نے مقام میلہ کارٹیس واقع کیا پر تصرف کر لیا یہ مقام نہیں ہے اس وقت خالی کر دیا ہوا۔ کیونکہ اس پر قبضہ رکھنا اسے دشوار معلوم ہوتا تھا۔ ایرین نے اس بڑی توارخی واقعہ کی یاد میں فقط ایک خفیف سا ریمارک لکھا ہے ۔

اب جنوب کی طرف سکندر کے بڑھنے کا جو رستہ معلوم ہوا ہے اس میں توارخی اقوال کی تصدیق کے لئے قدرتی نشان ہی جو مدت دراز تک شہادت دینگے موجود ہیں مقام فیلپس سے لیکر رگٹاک اس لئے کچھ فوج ایک اندرونی طرف کے تونیا رشتہ مگر دشوار گزار رستے سے روانہ کی اور خود بسیار کئے کناہ کناہ ہو کر جہانپنہ کو پہاڑ قدم بقدم نروبان کی طرح اُتے چلے جاتے ہیں اور بالآخر قاعدہ اور سمت در کے درمیان دلدل کا ایک ننگ قطعہ صاف متصل ہے اور جو کہ دو رستہ کی نسبت بہت چوٹا اور آرام کا رستہ ہی ہو گیا۔ اور اگر اس کے سامنے میں کوئی تامل ہو تو یہی ہو سکتا ہے کہ ان پہاڑوں کی چوٹیوں

پراس مانہ میں کوئی رستہ نہیں تھا اسلئے انسان کو مجبوراً براہ آب عبور کرنا پڑتا تھا چنانچہ سکندر کے گزرنے وقت اعلیٰ خوش نصیبی سے سمت کے راستے سے
میں شمالی ہونے کی وجہ سے پانی بہت نیچا چلا گیا تھا اور بہت موافق تھی
وہاں پہنچ کر سکندر نے سلین کے معنوط قلعہ پر جو کہ می انڈر کے منبع کے
متصل ہے قبضہ کر لیا اور وہاں ۲۳ سال قبل یسح میں ہرقلم گورنر کا واقع
کر گیا یہ جنگلیا جہاں اسکو ساکنین کے نصب اور خوش اعتقادی کی وجہ سے
ایک برنامہ موقع فائدہ حاصل کرنے کا مل گیا۔ اس شہر میں لوگوں کا اعتقاد
تھا کہ جو شخص ایک قدر کی (جو وہاں موجود تھی) نہایت چھپہ اور شکل کا تہہ کھول
دیگا اسکو ایشیا کی سلطنت نصیب ہوگی۔ کیونکہ وہ کہتے تھے کہ یہ ایک دیوتا کا
فرمان ہے اس کا تہہ کے ذریعے سورج کے دھڑ سے سج گھوڑوں کا جواج کر رہا ہوا
تھا چنانچہ سکندر نے نہایت پرتی سے بذریعہ عورت یا کسی اور طرح عقدہ کشائی
میں کامیابی حاصل کی۔ اسکو ارادے کی نصیحت طبیعت کی چالاکی اور لشکر ظفر پیکر
کی حضوری سب ایسے اسباب تھے کہ اس دیوتا کے فرمان پورا کرنے کو ایک نہ
کو لوگوں کی آنکھوں میں مغرور مکرانی بخشتی جن کام آئے ۴

یہاں فروغ میں دن کو اور کمک اعلیٰ اور بہت کو سپاہی جو سکندر نے گمشدہ
سومہ میں مقدونیہ کو بھیجی تھی شادیاں کرا کر آپہنچے۔ معلوم ہوتا ہے
اس مقام سے جو سکندر ایشیا کو چلے دسویں شروع مریض اور وہاں سے سیسا
کے میدانوں میں پہنچا ہے اور درمیانے کو ہستان سے سفر کر کے جو طروس
میں پہنچا ہے یہ سب وہی رستی ہیں۔ جنہر اس سے پیشتر ایک صدی کامل
خسروشاہ نے اپنی بیہائی کے مقابل یونانی لشکر کی امانت کو فوج کشی کی تھی
نماز محل کے پورخ قیاس کرتے ہیں کہ طروس سے شمال کی جانب بیس
میل کے فاصلہ پر چونگ نلی پہاڑ میں کافی ہوئی ہے وہی ہے جس پر یونان
اور یونانی مورخ سکندر کا رستہ بیان کرتے ہیں اس شہر طروس

کے نیچے ایک سیلیا بیٹا تھا جس کا نام شذنس تھا۔ سکندر جب ہریان پوچھا تو
 دیا کا پانی صاف و شفاف دیکھا اس میں کود پڑا۔ منزل کی تکان کی وجہ سے
 یا گرم گرم دریا کے سرد پانی میں کود پڑنے کے سبب سکندر کو بخار چڑھ آیا
 چنانچہ اس کو اس مقام پر قیام کرنا پڑا۔ طبی شرح کی غلطی سے کہتے ہیں کہ اسی
 مقام پر شہنشاہ فریدرک باریس روس بھی بیمار ہو کر مر گیا تھا۔ غرض سکندر
 ایسا بستر علالت پر لیٹا کہ جان کے لئے پڑ گئے اور حکیموں نے دوا دی تو میں
 تامل کیا کیونکہ انہوں نے سوچا کہ اگر سکندر ابھی بیماری سے جانبر نہ ہوا تو مقدونیہ
 والے سین زندہ نہ چھوڑینگے۔ مگر ایک حکیم نے جرات کر کے ایک دوا تجویز کی ابھی
 وہ دوا تیار بھی نہ ہو چکی تھی کہ سکندر کے نبی جرنیل نے جو ہوشام کیوقت عبور
 دیا ہے گرنیکس سے مانع ہوا تھا ایک خط لکھا کہ زہار اس حکیم کی دواہرگز نہ پینا
 وہ دارا سے ملا ہوا ہے۔ اور دارا نے تمہارے زہر دینے کے لئے اس سے
 انعام کا وعدہ کر رکھا ہے۔ یہ عرضیدہ سکندر نے سرنے نہ کہہ لیا مگر آفرین ہے
 اس جوان مرد باہوشاہ کی خدا وادولیب ری اور استقلال پر کہ جب حکیم دوا بنا کر سامنے
 لایا تو ایک ہاتھ سے دوا کا پیالہ مونہ سے رکھا لیا اور دوا سنبھالتے سے اسے
 خطہ کہلایا۔ سکندر دوا پیتا جاتا تھا اور حکیم وہ شکایتی خط پڑھ کر مبعیق قبر
 درویش بر جان درویش پیچتا بکھانا جاتا تھا۔ یہ مقام اس حکیم النفس
 شہر پار کی سوانح عمری میں بیشک بڑی گہری توجہ کے قابل ہے اس کی
 جوان مردی اور حمت اس امر کی مقتضی نہ ہوئی کہ ایک خیر خواہ حکیم کو جو بظاہر ہوسنی
 کا دم ہیرتا ہے اس کو دوا پینے سے انکار کر کے شرمندہ کرے یا دوائی کھانے
 سے پینا اس کو خط کہلادے آخر کچھ عرصہ کے بعد سکندر کو صحت ملی حاصل ہو گئی
 اس سے کچھ عرصہ پیشتر منین مر گیا تھا اور اسی کو ساتھ ملا کر اگر طع میرین
 ہی زندہ ہو گور ہو گئی نہیں۔ مرنے وقت یہ یہاں لدھفن جنگ میں
 شہزادہ کار سپہ سالار جو شہزادہ مشرقی یونان میں ایک زبردست جنگی

بیرائے پڑتا جسکی نراحت سکندر مرکز بنین کر سکتا تھا۔ اس لئے مقام
لیس پر قبضہ کر لیا تھا اور مقدونیہ میں یو بوا پر حملہ کر چکا تھا۔ کیونکہ
اسے امید تھی ریاست لیس ڈیون جو سکندر کے قبضہ سے آزاد تھی میری امداد
مذکور کرے گی۔ لیکن کی اتفاقہ مرگ سکندر کو اس دشمن کے ہاتھ سے رہائی ملی کہ
جسکی شورش اور مخالفت کے وقت سکندر کو ایشیا کی ایسے نمایاں اور روشن
فتوحات کو ادھور سے چوڑ کر بخرویا نین لوٹ جانے کے اور کچھ بن نہ آتا تھا۔

جنگ انطاکیہ

طرطوس سے روانہ ہو کر سکندر اسی راستہ سے جسر کر کینٹر گذرنا براہ خلیج
سکندرون چوٹے سے قبضہ میری انڈس پر جو ملک سیریا یعنی شام میں
واقع ہے جا پہنچا۔ دارائے پہلے ہی سے ملک شام میں ایک فرانخ کے
میدان کو جسر کہ اسکی بیشمار فوج آسانے ڈیونیدہ لگا اسکی ہتی روکا ہوا تھا
دولائے چاہا کہ اس مقام کو چوڑ کر کسی اور جگہ پر جہان مقابلا کا عمدہ
موقع چھوٹ کر جا ڈالے لیکن ایک یونانی فیطس نامی نے جو اسکی ملازمت
میں تھا اسے ایسا کرنے سے منع کیا۔ کیونکہ اسکے نزدیک اس سے عمدہ موقع
فوج ڈالنے کا ملنا مشکل تھا۔ مگر افسوس دولائے اسکا کھانا مانا۔ اور ایک جگہ
مقابلہ کرتے کے لمبی پسندی جسر اسکو ہزیمت ہوئی عقلمندوں کو ایک حکمی امر
نظر آتا تھا۔ سلسلہ کو ہستان طرطوس سے ایک چوٹی سی بیڈی خلیج
سکندرون کی جانب نکل جاتی ہے اور اس خلیج کے سطح پر تفع پر جا ختم ہوتی ہے
جو سلسلہ کو ہستان خلیج سکندرون کے کناروں تک چلا گیا ہے۔ صرف
بعض بعض مقامات پر اتنا میدان ساحل پر بچا ہوا ہے کہ جسر۔ کہ دو فوجیں
سا میںے رزم آرا ہو سکیں ایک مقام پر رہتے۔ یہ اتنا کہ
کہ وہاں نہ خطر خواہ بچاؤ اور حفاظت کی صورت مانتا آجاتی ہے۔ اس غیر محفوظ

راستہ سے سکندر شام میں داخل ہوا تھا اور عورتوں کو نہ دیکھا کہ ان میں
 سے بھی مثال کی طرح سب کو ہستان میں واقع تھا۔ اس سے حالہ شام
 سے میدانی افغان کی جانب آ کے نکل گیا تھا۔ یہاں تک کہ وہاں سے ہزاروں
 اسکی فوج کے پیچھے کی جانب واقع تھا اور وہ خود سکندر کے پیچھے کی طرف
 لٹک کر لڑتا تھا۔ لیکن انہوں نے اس لئے ایسے مقام کو میدانی کا نہ قرار دیا
 تھا چنانچہ فتح یقیناً اہل مقدونیہ کے حصہ میں ہوتی نظر آتی تھی۔
 سکندر پس پا ہو کر کوہستان باب شام سے جا گذر اور شاہ فارس کو میدانی
 افغان کے میں آدھ کا لڑا دیا یا اپنی فوج بھی وہیں ڈال دی۔ مقدونیہ والوں کی
 فوج جانب بید کو سمت سے محفوظ تھی اور جانب یمن بھی ایسے مقام پر
 تھی کہ یہاں امید نہیں تھی فارس کی جسدہ فوج اسکو گہر کر شکست دینے
 شاہ فارس کے پاس کو خیمہ سے کئی حصے زیادہ فوج تھی لیکن وہی فوج مخالف
 کے حملہ کا منتظر رہا گیا کہ اسے اپنی کزدی کا خود یقین تھا اور پہلے ہی سے
 جانتا تھا کہ مجھے شکست ہوگی اس لئے خود سامنے کی ندی کو عبور کرنا مصلحت
 نہ دیکھا چنانچہ فوج کے جانب یمن قائم تھا خود دریا میں گھوڑا ڈال دیا۔ اور
 باہر نکل کر حق کی نیازی کو مصاحبت کی گوند سے فارس والوں پر حملہ کر کے علی الفور
 انہی پر بارگھوڑو یا شاہ فارس کی فوج کے تیس ہزار یونانیوں نے مقدونیہ
 والوں کے دیکھ حصہ کا خوب جان توڑ کر مقابلہ کیا۔ اور فوج فارس کے جانب
 یمن کے سواروں نے جو کہ اہل تہلو کے بالمقابل تھے یونانی جو ہر شجاعت
 دکھائی اور پڑے جو شہنشاہین آکر لڑنے ہی لیکن سرکہ میں جبکہ ہنگامہ کارزا
 گرم تھا اور شاہ فارس نے جب اپنی ببار کو شکستہ دیکھا تو بڑی دلی کے آثار
 ظاہر کئے اور ازراہ طاقت میدان جنگ کو ایک گھوڑے پر سوار ہو کر ایسا
 بہاؤ لگا کہ کسی کے ماتہ نہ آیا سوار میدان میں جمو کھڑے تھے باقی فوج
 سمیت اپنی بادشاہ کی طرح پہاگ نکل کر غالباً کشت و خون بے انداز ہوا ہو گا

کہ کہ وہ بھائی مورخوں کی تحفہ کو سبالتہ ہی مان لیا اور تاہم جنگ کے موقع
 اور کیفیت اس امر کی شاہد ہو کر بڑی خوشنودی کا سہہ کہ ہوا ہوگا۔ جلیبوس
 جو بعد ازاں مر گیا بادشاہ ہو گیا تھا اور اس لڑائی میں بذات خود شہید
 ہوا یا نہ کرنا ہے کہ ایک تنگ بستہ بالکل مقتولین کے سر پر یہ جسموں کے غرض
 سے بٹھایا ہوا تھا۔ چنانچہ اس سے تعاقب کر رہو تو نکاحی گندہ ہوا چکر گھوڑوں کا
 شاید ایک ہی قدم لاشوں کے سوا زمین پر نہیں پڑا ہوگا۔ دار اور دیا کی فرات
 سو مقام تینپیکس کے پاس کے گندہ جو جمہولی راستہ عبور دیا کا تھا اور جگا
 عرض بلد شمالی ۳۴ و جہم واقع ہے جان بجا کر گذر گیا۔ لیکن اپنی بیگم اور
 والدہ ایک ہفتہ لڑکی مدد یک حضور بچہ کے جو میدان جنگ تک اس کے
 جلو آئی تھیں دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ گیا۔ سکندر کے لشکریوں نے فوج
 فارس کو خوب لوٹا جب شہنشاہ نصرت ماب دارا کے خیمہ میں داخل ہوا تو اس کے
 مختلف درباریوں کے درجے میں تحلف کا سامان دیکھ کر حیران ہوا کسی میں حمام
 کا اہتمام اور شک خیز چلتا دیکھا کسی میں کہانے پینے کی چبازین اور تیا
 کی نمین جیا پائین اور کسی میں خواجہ گاہ کے تحلف نظر آئے یہ یہ یاد دیکھ کر
 اپنے رفقا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے ایسا میں اسی عیش و
 عشرت کا نام بادشاہت ہو۔ اسی سیمہ میں بیٹھا کہانا کھانا تھا کہ برابر کے
 خیمہ سے عورتوں کی گریہ و زاری کی آواز آئی۔ تفتیش کے بعد معلوم ہوا
 کہ لدا کی بیوی لڑکی اور والدہ اس کے رہتہ اد کمان کو دیکھ کر روتی ہیں۔
 اور سمجھتی ہیں کہ وہ لڑائی میں مار گیا۔ سکندر نے ان کے حال زار پر افسوس
 کیا اور انہیں کھلا پیجا کر دارا زندہ ہو تو تم غم نہ کرو اور خاطر جمع رکھو۔ جس عزت
 و حرمت کے سامنے رہتی نہیں اسی صورت سے اب بھی رہو گی میری لڑائی
 دارا سے فقط سلطنت کی بابت تمہارا سکے تنگ و ناموس کو کچھ تعرض نہیں
 ہے کہ تو میں کروا کی بی بی اور بیٹی حسن و جمال میں بے نظیر نہیں۔ مگر سکندر

نے انگو تصویر کی مثال سمجھا اور جو کلمہ زبان سے نکالا تھا اسے پورا کر دکھایا
 انکی خاطر داری اور بھجائی میں کوئی دقیقہ اٹھانہ نہ کیا۔ جتنے نوکر چاہے انکی
 خدمت میں رہتے تھے سب بدستور رہے اور کسی بات میں فرق نہ آتا
 دیا۔ انکی حرمت و آبرو کا ایسا پاس رکھا کہ کسی کے کسی آدمی کو انکے غیب کے
 پاس نہ پہنچنے دیا۔ اور سب کو پیچھے رکھ کر کسی کا بیوروہ کھام انکو کان میں
 پہنچا دیا تو اسکو سخت شرم و جھلک گئی۔ اس لرزی کے فتح ہوئی ہی شام کے
 ملک پر سکندر کا نفر ہو گیا اور شہر دمشق میں بہت سناٹا و سنناٹہ اٹھ گیا
 فوج کے ہاتھ آیا۔ کہتے ہیں ان ایام میں دارائے پنجاب صلح شاہ منصور کی
 خدمت میں بھیجا کہ نصف سلطنت لیکر صلح کر لیں۔ لیکن اس طاعی و صمد شہریدہ
 نے جواب دیا کہ یا تو ساری سلطنت لے لی یا نا کام رہو ۴

شہر سورا اور فلاکی شہر

اس انطاکیہ کی فتح میں جو ست سال قبل مسیح کے خاتم کے قریب سکندر
 کو مائل ہوئی تھی اس نے سلطنت فارس کی حقیقت میں کمر توڑ دیا اور سکندر
 کے لئے شہر بابل اور مصر کی جانب رستہ کو لہ دیا۔ اسی رستہ میں اکیس ہزار ہینیس
 کے منصوبے مغربی ایشیا اور بحر الجبل کے یونان خاک میں ملا ڈالے
 چونکہ فارس والوں کی طرف سے یونانیوں کو بناوت پر آمادہ کرنے
 کا اندیشہ تھا اور یونان میں انکی مدد چاہی کے ذریعے پہنچ سکتی تھی اسلئے
 اس نے بحیرہ شام کے ساحل کے علاقہ کو جو فیلیا کہتے تھے سفر کرنا مقدم
 سمجھا۔ بیان مطلع صاف تھا کوئی اسکے مقابلہ میں نہ آیا جس شہر میں پہنچا
 وہاں کے لوگوں نے اطاعت کا وعدہ کیا۔ مگر نگاہ ایک بہت بڑی روکاوٹ
 رستہ میں پیش آئی جو دارائے مقابلہ کی نسبت ہی زیادہ مشکل نظر آتی تھی۔
 یہ شہر سورا تھا چنان کے باشندوں نے اپنے دیوتا کے گہنہ پر اسے شہر

میں غل نہ دیا۔ گودار کی بڑا فروج کو شکست فاش دینے کے لیے ایک ہی دن کافی تھا۔ لیکن شہر سو پر قبضہ کرنے کے لئے بہت سے مہینوں کی محنتیں درکار تھیں۔ یہ شہر تجارت کا بڑا مرکز تھا ایک جزیرہ پر واقع تھا جو آبنا اس جزیرہ کو خطبہ سے جوڑ کرتی تھی عرض میں نصف میل تھی۔ اور عین کا یہ حال تھا کہ بڑا عظیم کیرف سے صرف پایاب اور دلدلی زمین تھی۔ لیکن ہوتے ہوئے جزیرہ ایک اٹھارہ فیٹ پانی گہرا تھا۔ اس جزیرہ کی شہر پناہ بڑی بلند اور مضبوط تھی اور سب طرح کا سامان جنگ جہیز تھا۔ کئی صدیوں سے یہ بڑا مہمند شہر مشرقی اور مغربی دنیا کے درمیان تجارت کا دھڑ رہا ہے اور اسی جگہ سے قدیم باشندگان یورپ کو جب ملہ ایشیائی پیداوار میں دستیاب ہوتی تھی جن جنگا ذکر پڑنے یونانی نوشتوں میں پایا جاتا ہے اس شہر کی تجارت اور جہازات اس زمانہ کے تمام مہم سمندر وں میں پرتے رہتے تھے اور اسکی تجارت کا رتا جہیز سے تا داف لوگوں سے جنگو و مغرب میں جانتے تھے۔ یونان کے ذریعے ان کے ان سے اسباب ملگوا یا کرتے تھے۔ ان کے سونگر امیر ملا جگئے تھے اور ان کے گودام ملکی پور قومی دولت اور غامی ضروریات کے اسباب سے سہرور تھو۔ خرقیال نبی کی کتاب کے سائیس میں باب میں اس نہایت مشہور شہر کی آسودگی اور اسکی نور مال کی افراط و تیشاں و شوکت کا بیان قدیم یونانی مفسر میں بڑے نور سے بیان کیا گیا ہے۔

قیسٹیا کے تمام شہروں نے سکندر کی آمد آمد پر طاعت قبول کر لی۔ اور قدیم ہر اس نے جو تخت اس کے انقیاد کا حلقہ گردن میں ڈال دیا۔ مگر سور نے جو اپنی لوجی طاقت پر مغرور تھا سکندر کی مشیڈ کو تا منظور کیا اور بڑی زبردست مزاحمت کرتے رہا۔ اور ہو گیا۔

سکندر کو شہر پر حملہ کرنے کی غرض سے ہی ایک پشتہ بنا ملازم تھا

جو شکلی سے لیکر خیر و بگ نصف میل لمبا ہو۔ چنانچہ اسنے اسکو بڑی محنت سے تیار کیا۔ کہتے ہیں بخت نصر بادشاہ نے ہی اس شہر کو اسی طرح کا پتہ بنا کر دیا تھا۔ لیکن اگر یہ بات درست ہو تو وہ پتہ کسی ایسی حکمت سے بنا گیا ہوگا جو بعدہ آب و ہوائی اتنا بگیا ہو۔ مگر غالباً بخت نصر جزیرہ پر قبضہ نہیں کر سکا ہوگا جیتک کہ اس نے پڑنے شہر پر حائل بحر پر واقع ہے تسلط نہ کر لیا ہو۔ سکندر کا بنوایا ہوا بندہ اسی تک موجود ہے چنانچہ اب شہر سوہری برعکس کے ساحل پر ایک شہر معلوم ہوتا ہے۔ یعنی جزیرہ ساحل سے ملکر جزیرہ نہیں رہا۔

سات ماہ کمال کے محاصرہ کے بعد یروش کے شہر قبضہ میں لیا گیا فوج منصور نے جو اسقدر طویل محاصرہ سے تھک گئی تھی آٹھ ہزار مصدقین کو قتل کے انگوٹھوں سے دل نشہ کیا۔ باقی تیس ہزار شہری غلام بنا کر بیچے گئے۔ اگرچہ ذیادہ دوس اور کرطیس کی شہادتوں کو پایہ اعتبار دینا تو شہنشاہ فاتح کو سال سمندر پر دو ہزار جانوں کو پیا لشی دینے کو جرم میں انسانی مہر دی اور چھ کا مجسمہ قرار دیکر تہی میں۔

سلطنت پارسی کا آخری مرحلہ اب طے ہو گیا اور تمام جہری بری مملکت مقدونیہ والوں کے قبضہ اقتدار میں آگئی اور سلطنت فارس کے عہد میں اہل سور کے خاص خاص حقوق اور مراعات ملحوظ رکھے جاتے تھے یہی شرط کہ اپنی بحری طاقت کو تمام لڑائیوں میں جو یونانیوں کے مقابلہ میں ہوا کریں۔ فارس کے لئے جہاز گویا کریں۔ اور یہ ایک ایسی بات تھی کہ اہل یورپ ہی اس سے انکار نہیں کرتے تھے بلکہ انکا بھی زیادہ مایوسی تھا کہ جس طرح روم کے یونانیوں کو نصرت پہنچائی جاوے کہیں کہ جب روم میں بخلت کرتے ہیں یونانی انکے حریف تھے اور وہ ہمیشہ انکے بڑی نصرت دے سکتے تھے شہر فارہ کے محاصرہ میں سکندر کے حملہ صرف ہونے سے ایک مضبوط

شہر خططین میں واقع ہے۔ اس شہر کے باشندوں نے یہی سکنت
کے تعین کرنے میں فراغت کی تھی اس لئے اس نے شہر کو کشتج کر کے
سب باشندوں کو معذن و بچہ کے غلام بنا کر بیچ ڈالا +

سکنت دہ کا اور شلیم میں پہنچنا اور مصر کا فتح کرنا

چونکہ شہر مقدس اور شلیم کے باشندوں نے بوقت محضرہ خانہ سکنت
کو نقد اور فوج بہم پہنچانے کی ادا دے انکار کیا تھا اسلئے بغیر جوسیفیس
مورخ یہودی وہ سرد اور غازی کی کشتج سے فراغت حاصل کر کے اور شلیم کی
جانب بڑا۔ سردار کاہن جو اس نامی مقام فقیہوں اماموں اور باشندوں کی
شہر اور پورے پورے نشانات مقدس مذہب یہود کے خارج بادشاہ کی
خدمت میں خود جا حاضر ہوا۔ سکندر یہ نہ لانا نظارہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا۔
انکا مقصود جان کر دیا۔ خداوند خدا کے نام کی تعریف کی اور جب ہدایات
جو دس سکنت نے پہل میں جا کر سوختنی قربانی چڑھائی۔ سردار کاہن نے
باو شاہ کو دانیال نبی کی کتاب دکھلائی اور وہ فخری بتلادی جنہیں یہ پیشین گوئی
درج تھی کہ ایک دن شاہ مقدونیہ شاہ فارس پر غالب آئے گا۔ مورخ لکھتا ہے
سکنت کو اس نوشتہ پر یقین کامل ہو گیا تھا وہ سمجھتا تھا کہ جس آدمی
کی بابت نمبر نے پیشین گوئی کی ہے میں وہی ہوں۔ یہ حکایت یہی وہی
معلوم ہوتی ہے جیسے کہ امین کے بعد واقع بسا میں گزری تھی اور جسکا
ذکر ہم آگے چل کر کریں گے واپس اس بارہ میں کچھ نہیں لکھتا اب سکنت کے
راستہ میں صرب کوئی روکاؤ نہ تھی۔ اور صرب بلا تکلف فراغت ڈالتے
آگیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ کہ خط مصر ایک سو برس سے بعد کیا لیس
خف شہید شاہ کینسر فتح ہو کر داخل سلطنت ایران ہو گیا تھا اور برائے

تمام مقبوضات فارس سے شمار ہوتا تھا۔ مصر کی سلطنت بڑی قدیمی تھی اور قریب ایک ہزار یا نو سو سال کے پیشتر اس سے حکومت اسکی بنام حضرت بوسف کے تھی جو کہ گنجائش فرعون شاہ مصر عزیز مصر یا صوبہ مصر مقرر تھا اور اس زمانہ میں دیاندر نیل اس جگہ پر بیٹا تھا اس سبب سے وہ زمین زرخیز سیہ حاصل اور دولت کے لیے دنیا میں مشہور و معروف تھی۔ مگر رعایا دھان کی حاصل کی مانند جال اور بے تمیز تھی سات روز کے عرصہ میں فوج فطر موج راہ بیابان بمقام سیلویم جو مصر کی جانب مشرق سرحدی تقبہ جو بیوی گئے۔ حکمران حاکم نے جو سلطنت فارس کا ایک صوبہ تھا زراعت کرنا بے سود سمجھا۔ اور ملک مقبوضات یونان میں شامل ہونے دیا۔ مسیح سے ۵۰۰ سال پیشتر ایسیس کے عہد سے اہل یونان کو ملک مصر میں آکر آباد ہونے کی اجازت دینی تھی۔ اور یقیناً عہد سکندر تک وہاں بیت سے یونانی آہی ہوئے۔ فارس ملائکہ کے ماتحت اس ملک کا انتظام سمیٹ سے خراب رہا اور اہل ملک الشیوب نہ سکے۔ سیاتاک کہ اہل فارس اور اہل مصر میں اور اہل یونان اور اہل فارس میں مصر کی حکومت کے بارہ میں میث جھگڑا چل ہوا گئے۔ مصریوں کی ایرانیوں سے ہمیشہ ناراضی اور برکتہ منہوی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ آخر الذکر فرقہ کا مذہب اول الذکر سے بہت مختلف تھا اور وہ اسنے سمجھ دین میں غلطی کے کام ہی انجام دے لیتے تھے لیکن یونانیوں نے اپنے اندر یہ کبھی ہر سادے تہا میں مصریوں سے براہ جلا دئے اور انہر مایہ کر دیا تھا کہ ہمارے متذاری نہ رہ کر حقیقت میں ایک ہی اصول ہیں۔ پیویم سے کوپت کر گئے سکندر شہر سیلی پولیس (شہر مقدس) میں جو کثرت معابد و متقا رہے لیے معروف تھا قبا ہو چکا اور وہاں سے مقام ممفیس میں راہ ہوا جو اس زمانہ میں ملک مصر کا پتہ تخت ہونے کی وجہ سے بڑی رونق پر تھا۔ تاریخ قیادین سے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر یہاں سے جنوب کی جانب

بالکل نہیں بڑھا۔ بیان سے دریا سے نیل کی مغربی شاخ کے رستے جسکو اس زمانہ کے کینو پاک کہتے تھے چیل میر یا مین جا داخل ہوا۔ اور بیان یعنی دریا سے نیل کے دانہ کے قریب اپنے نام پر شہر سکندریہ آباد کیا جو آجنگ بڑی تجارت کا مرکز ہے +

کسی حکمت علی۔ ہستیاق یا ظاہر داری کے ہیٹ مین شاید ان تینوں باتوں کو مد نظر رکھ کر سکندر نے معبد امین کی زیارت کی یہ صبر والوں میں اس معبد کی پرستش صحیح کتب یا مہلجا تراجم ہو جاتی تھی۔ چنانچہ اس سکندر کی زیارت کو انہیں بڑا خوش آمد و ناز پیدا ہوا۔ آجکل اس مقام کا پتہ سوا کے قریب ۷۵ درجہ ۱۰ دقیقہ شمالی عرض بلد اور ۴۴ درجہ ۵۴ دقیقہ مشرقی طول بلد پر لگاتے ہیں کیونکہ بیان پر آجنگ ایک بڑے غلیظ الشان معبد کی کھنڈرات اور گرم پانی کے چشمے موجود ہیں جو اس شہر کے قدیم مقام وقوع کی سہ اور نشانات کے تصدیق کرتے ہیں۔ ایرین مورخ اپنی تاریخ میں سکندر کے مجاوروں سے گفتگو اور ان کے انہار کرات وغیرہ بہت محل ساکب کر گزرتا ہے ہماری خیال میں یہ مورخ اس واقعہ کو چند ان تاریخی وقت میں دیتا یا کسی اور وجہ سے مفصل بیان کے قابل نہیں سمجھتا۔ دیگر مورخ یہ بھی لکھتے ہیں۔ کہ سکندر کو مجاوروں نے ابن الجویہ کا خطاب بھی دیا تھا اور اس سے یہی وعدہ کیا تھا کہ تیری سلطنت تمام عالم پر محیط ہو جائے گی اور تیرے نام کا سکا ایک مرتبہ تمام رومی زمین پر چلیگا +

جنگ آریلا اور دارا کی وفات

اس اثنا میں جب کہ سکندر کو یونان سے کچھ کمک پہنچ گئے اور اس نے سلطنت مصر کا بھی بہت عمدہ قابل سکین انتظام کر لیا تو اسے معلوم ہوا کہ پھر شاہ فارس بڑی جرات و فوج جس کر کے جنگ کا منظر ہے اس کو اس کے مقابلہ

کی خاطر سکندر نے عنانِ غیبتِ ظرفِ اضلاعِ مشرقی کے پہری سستہ قبلہ
 کے موسمِ بہار میں اس نے شہرِ سورکار سستہ لیا اور وہاں پہنچ کر چیت کے قیام
 لیا وہاں سے روانہ ہو کر راستہ میں دمشق کو نستج کرتے ہوئے دیا کو فرات کو گذر
 تھیں یکس سے کشیوں کا پل باندھ کر عبور کیا اور سرزمینِ الحبشہ کے چون پنج
 غیر آباد جنگل کے راستہ سے بچا چلا گیا۔ الحبشہ پر جسکو تہذیبِ یونانی نے
 پوشیدہ کیا ہے وہ ملک ہے جو دریائے وجلہ اور فرات کے درمیان دو آبِ ہی
 اور جانبِ جنوب بہا ننگ کر ہے وہ نون اور بامقام شط العرب بھر سے چالیس
 میل کے فاصلہ پر جاتے ہیں چلا گیا ہے۔ آخر سکندر نے دریائے وجلہ کو
 اس مقام کے قریب کہاں اب شہرِ نینوہ کے کھنڈرات پائی جاتے ہیں بلو جو
 اس زمانہ سے پہلے برباد ہو کر نیست و نابود ہو گیا تھا جو کر کے آگے کا رستہ لیا
 گویا تمام سفر آٹھ سو میل لمبا ہوتا ہے مگر ایران نے اسکو بڑی بے توہمی سے
 لکھا ہے اور بڑے بڑی جنگی مہمات کی ذیل میں شامل نہیں کیا۔ وجلہ سے
 بارہ گز اوپر سے ہوتے ہوئے ابھی چار منزل چلا تھا کہ کچھ سوار اور ایک کے گرفت
 ہو کر اسکے لشکر میں آئے انکو زبانِ معلوم ہو کر دارا کاٹ شہرِ اریسا میں جسکو
 ابا بل کہتے ہیں میں میں سیل کے فاصلہ پر وجلہ اور کوہستان کوستان کو فتح کے
 میدان میں ایک گاؤں کے قریب جسکا نام گواگامیلا یعنی اونٹ کا گھر ہے
 روم بادشاہ کے کنارہ پر پڑا ہے سکندر تھے چند روز اپنے لشکر کو آرام دیکر
 ادھی رات کو اس گاؤں کا رخ کیا اور صبح ہوتے ہی دارا کو چالیا۔ اسوقت
 فارس والے جو شیخون کے اندیشہ سے زاتون جاگتے تھے تنگ کر چور ہو رہے تھے
 مگر بعض جوان جی توڑ توڑ کر لڑے گو فارس کی تعداد فوج میں بہت کثیر تھی لیکن سکندر
 آزمودہ فوج اور اسکی جنگ آزمودہ سپہ سالاران کے مقابلہ میں جلد میدان
 کی طرح جانیں کے بڑے کشت و خون کے بعد دارا کے ہاتھ اٹھ گئے اور یہ
 بزدل بادشاہ جسکو میدانِ جنگ سے ہٹا جانے کی بہت عمدہ و جلیح آتی تھی

ایک مرتبہ پہراپنے باپ داکی سلطنت کو اپنے ہاتھ سے ناکر اور جان بچا کر
 شہر میدان کو جو صومیسٹیا میں واقع ہے نکلیا۔ اب سکندر کو ایسے ڈرپوں
 دشمن سے مطلق ہیم و ہراس نہ رہا تھا بلکہ خلف و مزاحمت میدان جنگ سے
 آگے کو روانہ ہوا۔ گو یہ جنگ بمقام گواگامیلا واقع ہو اتنا لیکن جنگ آریکا
 نام سے مشہور ہے کیونکہ آریکا سکندر نے دارا کا تعاقب کیا تھا یہ شہر
 آریکا چالیس بجاسیل کے فاصلہ پر شہر گواگامیلا سے واقع ہے +
 ایک مومن اس جنگ کی کیفیت اس طرح لکھتا ہے جس کو یک یونانیوں
 کی خبر و آرائی اور سکندر کی جنگی لیاقت کی تعریف کئے بغیر رہ نہیں جاتا اسکا
 بیان ہے کہ سکندر زرہ بکتر میں اچھی بندر میدان کی طرف نکلا۔ ایران کی فوج
 ایشیائی قاعدہ کے موافق رہتوں میں سوار اور تیروں کو مسلح تھی اور بچاس
 ست ہاتھی جو تہی ہوئی سامنے چڑ جاتے تھے۔ چونکہ دارا کے پاس بے شمار فوج
 تھی اس نے چاہا کہ سکندر کے لشکر کو چاروں طرف سے محصور کر کے عدم کا ستہ دکھائے
 لیکن سکندر اس سپاہیانہ پیچ کو سمجھ گیا اور اپنی فوج کو فخر و ملی صورت میں اس طرح
 آراستہ کیا کہ اول ایک پلہی اسکو پیچھے دواس کے بعد تین۔ اس ترکیب سے اعلیٰ
 فوج کو تھی پہلی زیادہ۔ اور تمام فوج آسانی سے تینوں طرف مقابلہ کر سکتی تھی۔
 غرض اس طرح فوج کو کھڑا کر کے سکندر نے دواس کا حکم دیا اس نادور ترکیب سے یہ
 قبیل سپاہ کثیر فوج کے قلب میں ہی چلی گئی۔ اور قریب تھا کہ مخالف کو شکست
 ہو کر ناگاہ سکندر کو خبر ملی کہ پارینیون کے دستہ نے شکست کھائی۔ سکندر
 سکندر ابھر متوجہ ہوا اور اسکی فوج میں کسی قدر کھلبلی مچ گئی۔ مگر سکندر
 نے بڑی داناہی سے پارینیون کو مدد دیکر اپنی سپاہ کو سینہ نال لیا اور ایسا
 جان توڑ کر لڑا کہ خون کی ندیاں گہنیں۔ مزاروں کا کھیت پڑا مگر دارا کو ہوا گئے
 کا موقع ہاتھ آ گیا تھا۔ اس نے ایک تیز رفتار کھوڑے پر سوار ہو کر کوسپہان
 آرمینا کو نکل گیا +

وقائع سکندری میں آریلا کا جنگ بڑا قابل یادگار واقع ہے۔ گو وارا ہنوز مرا نہیں تھا لیکن اب بادشاہ ہی نہیں رہا تھا۔ اسکی سلطنت برباد اور طاقت تباہ ہوگئی تھی۔ اسکی مملکت کا بڑا نادور حصہ ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ اور اب شاہ خنفریاب کو تمام ملک پر تصرف کرنے میں کوئی حریف مزاحم نہیں رہا تھا۔ انھوں نے سکندر اس وقت پے در پے فتوحات کے نشہ سے سرشار ہو کر کسی قدر آگے سے باہر ہو گیا اور اسکی طبیعت اور چال چلن میں ایک تغیر ظہور فرمایا۔ اس نے بدستور ایشیائی شہنشاہوں کے جاہ و جلال تحت و مانج اجرب سداوزد عیش عشرت کو پسند کرنا شروع کیا۔ اور اس از خود رفتگی کی بہت میں اس سے ایسے شرماںک اعمال سرزد ہوئے کہ اگر موزون کی ساری باتیں مان لیں تو اسکی بربت کی جس طرح ممکن نہیں *۔

شہر بابل جو قدیم زمانہ سے کھنڈ اور دارا سے اول کی بڑی بڑی سخت بڑا کا مقابلہ کر چکا تھا۔ اب بلاخر است اقبال سکندری کا لوہا مان گیا۔ سکندر برنجی دروازوں سے ہو کر شہر میں داخل ہو گیا۔ اسکے غیر متقدم کے لئے لوگوں نے پھول برسائے اور جھنڈوں شہر اور چینی سامنے لائے۔ سکندر نے پہلے بادشاہ ہونسیو ایک نرالی تہییر شہر قلوب کی نکالی ہوئی تھی۔ بادشاہ زرکسندر آتش پرست لئے انچوہرین بابل کے عشق معبدوں کو خاک میں ملا کر اور بعل کے بڑ بڑت کو توڑ کر خادمان دین اور مجاوروں کو مار ڈالا تھا۔ لیکن سکندر نے برخلاف اسکی بڑے بت کے معبد کی حفاظت کی سامان تجویز کروئے اور کالدی فرقہ کے خادمان دین کے بتناز جوئی آئین بعل کے حضور میں قربانی چڑھا کر اپنے آپ کو مردوں کے زمرہ سے یکساں مقعد ثابت کیا۔ بادشاہ کی طرف سے بابل والوں کو حکم ہو گیا کہ اپنے معبد کی مرمت کرو۔ لیکن یہودیوں نے بہت چا کہا بادشاہ تہجد بنانی کی تاکید نہ کرے چنانچہ سکندر نے انکی درخواست منظور کر لی۔ مقعد و نہ والے بابل سے کوچ کر کے میسوس کے عرصہ میں شہر سوسامین

جو دریائے کپرو کے مغربی کنارہ پر واقع ہے جا پہنچے یہ شہر اس زمانہ میں شائمان
فارس کا خاص مسکن تھا۔ اور انکے خزانے خاص کر یہیں محفوظ رکھا کرتے تھے جو
سکندر کے ہاتھ آئے ♦

اس شہر سے دریا بکرون کی جانب سواراہ پیمایا ہوا۔ اور وہاں سے واوی
رہ ہرگز سے گزرتے ہوئے وہ قلعہ سفید سے پہاں خاص فارس کو رستہ
نکلتا ہے ہو کر چلا گیا۔ اس کا نشانہ تھا کہ شہر پر سی پولیس کو جو دارالخلافہ فارس
تھا اور شیراز کے قریب آجنگ اسکے کھنڈرات بنام چل منارہ پانچو جاتے ہیں
مسخر کرے یہاں پہنچ کر اس لئے دار کے تخت پر جلوس کیا اور پھر شہر کو تیس کروڑ
روپیہ اسکے ہاتھ آیا یہ تمام مال دوز اس فیاض بادشاہ نے اپنے جان نشا
رفیقوں میں تقسیم کیا۔ مگر انوس سے کہ اسنو چلتے ہوئی اس شہر کو نشہ کی
حالت میں ایک گنہام عورت کے ہیکل نے سے جو اسکو شکر کے ہمراہ تھی
جلوایا۔ بعض مورخوں کا یہی گمان ہے کہ مسلمانوں نے اپنی باری میں
جلایا ہوگا۔ لیکن بعض دیگر مورخ ہر طرح یہی کہتے ہیں کہ جب سکندر پر سی پولس
میں پہنچا تو بد قسمت یونانیوں کا ایک گروہ جسکو دارا نے ناک کان کٹوا کر
قتل کر رکھا تھا اسکی ملاقات کو آیا۔ سکندر طبعاً اور پیر جسے دیکھ کر ہراساں
اور آنکھوں میں آنسو بہا لایا اور انسو محط ہو کر کہنے لگا کہ تم کہیں دوست میں
تکو بچاؤ تم تمام یونان کو ہیچہ وگا۔ مگر انہوں نے عرض کی کہ آپ ہیں
یہیں رہنے دیں کیونکہ اب ہماری صورتیں سخت گھوٹی ہیں اور اس قابل نہیں
ہیں کہ غریزہ آتشا انہیں دیکھ کر نہ دڑ جاویں۔ انہی جیسی اور دارا کی شکست
دیکھ کر سکندر کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ قتل عام کا حکم دیا اور شہر
کو مسخر کر دیا ♦

کتے میں اس وقت مقدونیہ کے ایک باشندہ نے سکندر کو تخت پر
روقی افروز دیکھا تو خوشی سے آنسو بہائے اور کہا کہ وہ یونانی کیسے بد قسمت

میں جنہوں نے سکندر کو دارا کے تخت پر بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا +
 سترہ قبل مسیح میں پری پولس سے سکندر نے شہر ہمدان کی طرف
 رخ کیا شہر میں پہنچ کر اسکو معلوم ہوا کہ دارا نے یہ شہر بے کے رکھ دیا
 البرز کے درون سے ہوتے ہوئے کسی سے پناہ چاہنے کی تلاش میں صویحات
 بخارا میں مجبور ہو کر چلا گیا ہے لیکن بیان اگر اسکو معلوم ہوا کہ اضلاع بخارا
 کے ایک حکم نے جبکا نام مہیس ہے سلطنت کی ہوس میں اسے پانچویں
 کر کہا ہے۔ جب دارا آ رہا کہ میدان جنگ کو ہاک گیا تھا تو یہ شخص اسکی
 ہمارہ تھا۔ اسلئے دارا نے اسکی خدمات کے عوض میں اسکو اپنی رہی سہی فوج
 کا سپہ سالار بنا دیا تھا +

ہمدان میں پہنچ کر تہلی والوں اور دیگر کسی ایک ریاستوں کے
 یونانی سپاہیوں کا عرصہ ملازمت ختم ہونے پر سکندر نے باعزائت تمام
 انکو علیحدہ کر دیا۔ اور علاوہ تھوڑا چکا دینے کے انعام و اکرام کو بھی مالا مال کر دیا
 بعض نے جو ششی سیر و سیاحت اور جہات میں شریک رہنا پسند کیا۔ چنانچہ
 وہ دھور والیہ فوج کے رکھ لئے گئے۔ باقی سپاہیوں نے اپنے گھوڑے
 بادشاہ کے پاس فروخت کر دیے اور نیز بحکم شاہی بحیرہ روم کے کنارہ
 تک سرکاری جہازوں میں پوری حفاظت سے پہنچ گئے +

سکندر کا یہ سفر جو اس نے روم سے لیکر (جسے وسیع کنڈرات طہران
 قریب کمون نظر آتے ہیں) ہندوستان میں داخل ہونے تک کیا
 ہے۔ اسکی مہمات میں بڑا مغلط اور بے سرو پا ہے مگر ایرین کو مختصر سے
 تحریر سے کسی قدر اس پر روشنی پڑتی ہے وہ دیگر مہمات اسکو اور بھی
 ایسا پیچیدہ کہتے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ ہم ہاں امت یہ قبول کر نیکو
 نیار میں کہ ایرین نے جو سکندر کے تیز و تند اور مصوبت آہنر سفر و جنگا اسکند۔
 تعجب انگیز چہرے میں طے ہونا بتلایا ہے۔ وہ عالون سے خالی نہیں یا تو

انے سبب ان سے کام لیا ہے اور یا اس سے ناک کے حالات اور دوست کی
 لاعلمی سے ایسا لگا ہوا گیا ہے غرض تہہ کینا تے اتے بڑے سفر و کاشانی جلدی
 طے ہونا میرا رقیاس ہے۔ لیکن پہری یہ باور کر لینے میں ہیں کچھ تامل نہیں کہ
 ہر حال جنگیہ خان او تیمور لنگ تے انہیں دشت اور مجرد ہو کو اس تیزی سے
 طے نہیں کیا تھا جب افیہ ایشیا کے مقامات کے فاصلے بعض تے لاعلمی سے
 ایسے گزرتے کہ میں کہ جو شخص انکے جاننے والے ہے وہ دیکھ کر بڑا
 متعجب ہوتا ہے *

رے سے چلکر مقدونیہ کا ولاور کوہ البسز کی ایک تنگ سی گلی سے جسکو
 وہ خست کہتے ہیں ہو کر نکلا۔ اور ایک رات میں دارا کے تعاقب میں پارثیا
 کے چلے ہوئے ویرانہ پر پیادوں کو گھوڑوں پر سوار کر کے ہم سیٹیہ یا کا
 فاصلہ طے کیا سکندریہ تیزی سے تعاقب کئے چلا جاتا تھا کہ آخر اس نے
 صرف چند سواروں سے جا لیا۔ بلیس سہیا کو سکندر کا ساتھ کر چھپر آ پڑا
 ہے گہیرا کر دوڑنے لگا اور دارا کو بھی ساتھ لیجانا چاہا۔ مگر اس نے اتحاد
 کیا اور جواب دیا کہ مجھے تیری قید سے سکندر کی قید اچھی ہے۔ اس سبب
 خالم کے دو پارسی نوکرانے اس بد نصیب بادشاہ کو خنجر سے سخت
 زخمی کیا اور مردہ سمجھ کر شرک پر ڈال دیا اور خود چھ سو سواروں کو ساتھ
 لیکر نکل گیا۔ جب سکندر کے سوار دارا کے پاس پہونچے تو اسے حالت تزع
 میں پایا ایک سوار سے اسے باقی مانگا سوار نے فی الفور حاضر کیا۔ دارا نے
 مونہ سے لگایا اور کہا کہ اب پیادہ سر لریز ہے اور میں تجھ کو انعام دینے
 کی قدرت نہیں کہتا اسکا صلہ سکندر دیکھا اور سکندر کو خدا جیسے لگا۔
 کہ اسنے میری بیوی اور بچوں کے ساتھ شانہ سلو کی کیا ہے۔ یہ سوار

نے قدیم یونانیوں اور اہل روم میں سیٹیہ یا ایک فاصلہ مانپنے کا پیمانہ تھا۔ یہ
 ۶۶ فٹ و آٹھ کا ہوتا ہے۔ چنانچہ ہم سیٹیہ یا فریب ۶۶ میل کے ہوتے ہیں +

کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور کہا کہ بیہ ماتہ میں سکتا رہے ملانا چاہتا تھا
 منہ میں یہی کلمہ تھا کہ طائر روح نفس غصہ سے پرواز کر گیا۔ سکندر نے
 پہنچ کر اسکے مرنے کا بڑا افسوس کیا اور اپنا چہرہ اسکی لاش پر ڈال دیا۔ پھر
 شانہ کر دے اسکی تمغہ زینتیں کر کے پرسی پولس کے قبرستان میں جہان
 دیکر شاہان ایران کی قبریں ہمیں بغرض تدفین پیچیدیا +

دیگر فتوحاتِ فلوطس کی وفات

تیسرے صوبہ ہرکینیا کی جانب حسین جدید ماثران کا کچھ حصہ ہی شامل ہے
 فوج نے کوچ کرنا ہی شروع کیا بیخہ زمین ایک طرف سے بلند بلند پہاڑوں
 سے محیط ہے اور اسکی دوسری طرف ایک ڈھلوان میدان ہے جو کہ حبیب
 خزر کے کناروں تک پھیلا ہوا ہے۔ سکندر کا منشا تھا کہ وہ رہے سہو صلح ہو جائے
 جو شاہ فارس کی ملازمت میں تھے اور اب پرگتہ ہو رہے ہیں ضرور
 مغلوب کرنے چاہئیں۔ ورنہ شرقی ممالک میں جانا خالی از خطہ نہیں ہو گا
 کیونکہ وہ میری نصیب میں ضرور شورش مچائیں گے اور وہ صوبیات جو ایسی زیر
 تصرف آئیں ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ سکندر نے آنکو پیغام بھیجا کہ وہ اپنے
 آپکو بخود حوالہ کر دیں تو انکے لئے بہتر ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا
 اور خود بخود اسکے قیام گاہ پر آئے۔ سکندر نے مصلحت سمجھ کر انہیں معاف
 کر دیا۔ بلکہ انہیں سے بہتوں کو اسی تنخواہ اور انہیں خدمات پر جو دارا سس
 مقرر تھے اپنے ہمراہ لے لیا۔ انکی تقلید میں شاہ دارا کے چند سفروں نے
 ہی جو یونان کی لیس ڈیونین تھے اپنے آپ کو سکندر کے حوالہ کیا۔
 مگر سکندر نے انہیں قید کر لیا

صوبہ پارٹیا کی دارالامارت شہر ویکارطامین جسکے مقام وقوع کا
 اب طلس سرائع کہتے ہیں ملتا۔ سکندر چند روز فروکش رہا۔ یہاں سے

سکندر شہر سوسا کی طرف بڑھا۔ یہ شہر واقع ملک ایریا تھا۔ جو کہ مصر کے
تکین کلان کے پاس ہے۔ سکندر نے اپنی معمولی حکمت عملی سے جگہ پہل
آئے ہمیشہ اچھا متارہ صوبہ ایریا کی حکومت ایک ایرانی گورنر کو تفویض کر دی
اور نہایت دور دراز ممالک کو پامال کر نیکا غرض کیا *

فلینس مکارنجارمین جو سلطنت ایران کے دور دراز مقبوضات میں
شامل تھا مقیم تھا۔ بیان اسکا روگرد چند پارسی اور بیشمار اہل بخارا دست
کرتے کو موجود ہو گئے تھے۔ یہ آریکسہ کنسر اپنا نام مقرر کر کے سریر شاہان
پارس کا تاج شاہی کہ تخت پر بیٹھ گیا۔ اور ایشیا کی مملکت کا نیا مدعی بن۔
بینا۔ سکندر نے بخارا کی طرف رخ کیا۔ لیکن اسکو خبر پہنچی کہ جس حاکم کو
صوبہ ایریا کا استقام سپرد کیا تھا اس نے بغاوت کی ہے۔ سکندر نے مجھرو سننے
اس شخص کو جس کے ایک دستہ سواروں کا مدد کچھ نیزہ برداروں کے پاس
رکاب لیا۔ اپنے کہیں نہ مارنے اور نہ ٹپکنے والی طبیعت اور سدا وفادار
اگرچہ سپاہیوں کے قصد پس پانہوں نے کیا اور اس مقام سے
جہان شہر مشہد و نسا پور واقع میں ہوتا ہوا دو روز میں چھ سو سینٹیڈیٹ
کر کے شہر ہرات میں جو اس صوبہ کا دارالخلافہ تھا مارا ہوا۔ بیان
نیا حاکم مقرر کر کے سرزمین سارنی اور اسکی دارالحکومت کجانب پر چل کھڑا
یہ تو بالکل تہہ نہیں لگتا کہ یہ مقامات کہاں واقع تھے تاہم دریا سے ہمسہ
کے کنارہ کے کسی مقام پر ہوئے *

بیان سکندر کے ماتھے سے ایک ایسا غلام ماحق سرزد ہوا جنکو کہ ہمیشہ تک
سکندر غلام پر بدنامیہ لگا دیا۔ سکندر کے وفادار جرنیل پارمینین کا بیٹا فلوطس
باہ شاہ کے برخلاف سارن کر نیکا مجبور قرار دیا گیا۔ شاید جرم واقع میں درست
ہوگا۔ لیکن اہل مقدونیہ جنہوں نے باہا سے سکندر فیصلہ دیا کہ مجرم پر جرم
ثابت ہو گیا ہو اور نیزوں کو اڑا کر مار ڈالنے کی سزا تجویز کی۔ اور ہر باپ صوبہ

سیدیامین ایک فوج کی سپہ سالاری پر متعین تھا۔ سکندر نے ایک معتبر کے ساتھ اس صوبہ کے باقی تین سپہ سالاروں کے نام حکم بھیجا کہ پارینیہن شہر سے مرگ کا متعین ٹھکانہ ہے اسکو شہریت موت جلد پلا دینا چاہئے۔ اسی طرح۔ اگر کبھی ضرورت ہوتی تھی تو ایرانی پادشاہ اپنے گورنروں سے ڈر کر انکے پوشیدہ قتل کرنے کی سازشیں کرتے تھے۔ پارینیہن کے جرم کا مطلق کوئی ذکر نہیں ہوتا۔ وہ بڑے قہر سے معلوم ہوتا ہے اس لئے نتیجہ نکلتا ہے ظالم نے کسی رنگ میں اگر کمینہ پن سے بیٹے کو مردا کر اور باپ کے خا ہور آواہ ان مقام ہونے سے ڈر کر۔ اکو بلا تصور خفیہ مروا دیا *

سکندر جیون عبور کر کے سیحون پر پہنچتا ہے

سکندر کی فوج گہائی ہلند سے جاگزی۔ اس زمانہ میں یہاں ایک قوم آباد تھی جو بڑی ہنک نہاد اور سافرنواز تھی۔ کھنخہ وادل جب اس راستہ سے گذرنا تو اس نے ان لوگوں کے سلوک اور مہمان نوازیان و یکبار کا نام اور سستی یعنی محسن کہہ دیا تھا۔ وہ لوگ سکندر سے بڑے سلوک اور اوجہ پیش آئے چنانچہ اس نے انہر بڑی مہربانی کا اظہار کیا۔ ایک اور قوم بنام اور کوئی اسی لوح میں بتی تھی۔ اسکو بھی سکندر نے مطیع کیا۔ یہ سب کام معارفی کے فتح کے موسم ہر ماہ ختم ہو گئے۔ برقیاری کاشت۔ خوراک کی قلت اور سپاہیوں کے مصائب سب فوج سکندری میں آکھٹے ہوئے لیکن اس عالی ہمت سپہ سالار نے اپنی ذاتی لیاقت اور سوجو تین چیلنے کی عادی ہمت سے ان سب تکالیف کے رو میں تن پہاڑ فرقہ العین میں اورا کر اپنے لشکر کو مایوس نہ ہونے دیا *

سکندر نے یہاں ایک شہر آباد کیا۔ اور اسکا نام سکندر رکھا اب اس شہر کا نشان معلوم نہیں۔ مگر بعض جغرافیہ دان قیاس کرتے ہیں کہ غالباً

پہلے ہندو کوٹھار ہوگا۔ یہاں سے کوہ ہندو کوٹھ کے منہ کی جانب سے ہو کر گزرا
یونانی مورخ کہتے ہیں یہ وہ پہاڑ ہے جو ان دریاؤں کے درمیان جو شمال کو بہک
وسط ایشیا کی جھیلوں کو پر کرتے ہیں۔ اور ان دریاؤں کے جنوب کو بہا کر سمندر
میں گرتے ہیں جدا فصل ہے۔ وہ لگتے ہیں یہ پہاڑ بہت بلند اور صفائی سے اور
بہت ہی مخلوق کے مسکن ہے کیونکہ یہاں مویشی کے لئے چارہ ملنے کی وجہ
سے بہت سی خاندانہ بدوش فرقے جمع ہو جاتے تھے جیسے ہنگو اور ان پہاڑوں کو شمالی
جانب ملک کو غارت کرتا پہاڑ تھا اور جیسا پانا عدم کو پہونچا دیتا۔ کیونکہ اسکا
مطلب تھا کہ کسی طرح دشمن (سکندر) کے لئے جو چھپے ہوئے تھا ہے رستہ دشوار گزار
ہو جاوے۔ لیکن یونانی مورخ کہتے ہیں کہ سکندر آگے بڑھتا گیا۔ گو یہ قدر
بہت حدت خیر ہو گیا تھا۔ غور ش میسر نہیں ہوتی تھی اور برف ہی خون
کرنا چاہتی تھی لیکن وہ بہادر غم مصمم گئے بڑھا گیا اور اسکی بہت میں مطلق
فرق نہ آیا +

سکندر کے سر پر آ پہونچنے پر صبح سے ۲۵ سال پیشتر ایرانی غاصب
(ہمیس) دریا سے جیون عبور کر گیا اور کستھیان چلا کر صوبہ ہندو کے ایک
شہر ٹوپیکا میں جاگسا۔ سکندر نے آگے بڑھ کر آرنوس اور بکیٹرا پر قبضہ
کر لیا۔ کہتے ہیں کہ یہ بکیٹرا اسی مقام پر آباد تھا جہاں اب بلخ واقع ہے۔ کیونکہ
یہ مقام اسی مسئلہ اسی پر ہے جہاں سے کہ سکندر اعظم گزرا ہے
ایرین مورخ لکھتا ہے کہ ہندوستان کے سوا باقی جہدہ دریا جگہ اعظم نے عبور
کئے ہیں زمین سے جیون سے بڑا اور یا تھا جسکا پاٹ چھ سیٹھ یا تھا معلوم
ہوتا ہے سکندر ماہ مئی یا جون میں اس دریا سے گزرا ہے کیونکہ ان مہینوں میں پہاڑوں
پر برف کو گلنے سے دریا بھٹیانی پر ہوتے ہیں اور انکے پاٹ ہی فراخ ہو جاتے ہیں
وہ اس بیانی رو بڑی نیز اور غمق بہت زیادہ بہاؤ کرتے ہیں اور لکھتے
ہیں کہ کھارہ پیر کشتیوں وغیرہ بننے کے لئے لکڑی بائیں بستیاب نہیں ہوتی

تھی۔ بڑی مشکل ہو سکند کی نوجوانی نے اپنے خیموں قناتون میں گھاس اور کندی وغیرہ لپیٹا اور باندھ کر لٹکے دیئے۔ دیر یا کہ عبور کیا اور یہ کہ وہ پیشکش یا فوج کے درمیان خستہ ہو سکا۔ دیر یا کہ کے پار جوڑے سے پیشتر سکندر کو اپنے لکڑی اور ناگوان سپاہیوں کو ملازمت سے سبکدوش کر کے وطن پہنچا دیا۔ چنانچہ انہیں زینہ و تر اہل پہلی و انیسٹر شامل تھے *۔

آخر کار مکار غداہرپیس سکندر کے ماتہ آگیا۔ اس نے اپنے کانوں دنگا کہ کٹوا کر بعد ان میں چھو کر قتل کر دیا *۔

عبور دیر کے بعد سکندر نے ہرقند کا راستہ لیا جو مقام اسکے جیسے زمانہ میں تیور کی زیورست سلامت کا پایہ تخت ہی رہا ہے۔ سکندر کے دل کو متوجہ سے مطلق سیری انک نہیں ہوئی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ سارے دنیا کہنگال اٹون اور جتنا عرصہ اسکی حیات ستارے وفا کیا وہ ایسا ہی کرتا رہا۔ چنانچہ اس نے عنان غریت اب شرق کی طرف منحطف کی اور خطہ وادھم کو دونوں میں چھانک دیا۔ سچوں کے کنارہ پر جا ہو بخدا یہاں سکندر نے چانا کہ بافضل کے لئے اپنی مقبوضہ ممالک کی سرحد ان جوشی اور خانہ بدوش باشندگان ساتھ اس کے مقابلہ میں قرار دون۔ تاکہ آگے بڑھ کر تاخت و تاراج نہ کیا کرنا یہ لوگ اس عہد میں ان ہتے تھے جہاں آجکل مسندہ کر غیر کامسن ہو یعنی لوگ ہمال کر چند متصلہ شہروں میں پناہ گزین ہوئے۔ تو جنکو سکندر نے جلدی ہی ایک ایک کر کے تسخیر کر لیا۔ اور پھر اسے شہر بارہ ولسج تاخت کی اور اسکو فتح کیا۔ یہ شہر دریائے سچون پر واقع تھا اور شاہ کھنجر نے اس وقت کے قریب دور میں اپنے نام کی یادگار میں اسکی بنیاد ڈالی۔

اسی خیال کرتے میں کہ شاہ پوریشہ ہر چند ہو گا *۔

یہ شاہ پوریشہ نام کی سکندری آدمی قرار دینے سے مراد ہو کہ جن لوگوں کی تاخت کا یہ شہر ہو سکندر کو خیال تھا وہ باوج و باوج سے کم نہ تھے۔

شہر خنجر قبضہ کر کے سکندر نے اہل سامتیا کی فوج چھوڑ کر چلا گیا اور دریائے
سیحون کے بازگشت گرا کی دھوپ میں انکا تعاقب کئے گیا۔ آخر وہ وہاں کی
شدت اور سوجن کا کھار پانی پینے کی وجہ سے دیکھ کر دھن اور پانی میں سر نہہین
ہو تا ہے (فوج اور خود بادشاہ ہی سب سار ہو گئے اور پھر واپس لوٹ آئے) اور کوئی
چارہ نہ سوچا سکندر نے اس دریا پر اپنی یاد گار بن ایک شہر بنایا سکندر بہ تعمیر
کرایا اور اس کو اپنے نامک مفتوحہ کی سرحد قرار دیا +

سکندر نے فریق کلاطیس کو قتل کرنا ہے

بغرض آرام کرنے لک کر کے سکندر نے حکم دیا کہ اس سال کے اختتام تک
ہمات اور نوعلشی موقوف کر دیا وے چنانچہ دریائے سیحون کو عبور کر کے
بیکطرفہ سخت و کم سہرا کے آمد آمد کیب کے مقام پر دیا۔ یہاں سکندر نے
بتقریب کئی ایک یونانی تیوہرون کے پورے جلسے کئے اور انہیں اس
کثرت سے شراب پی کے بہست ہونے لگا اور اس بہستی کے عالم میں سکندر نے
اپنے فریق کلاطیس کو جسکو ہمیشہ بجان عزیز رکھتا تھا قتل کر دیا
سکندر کے غیظ و غضب کا تھا میٹر اس وقت اعلیٰ درجہ تک ممکن حرارت پر
پہنچ گیا تھا اور وہ ایسا بخود ہو گیا تھا کہ اس سے ایک ایسی شرمنگاہ
اندوگین جسکے سر نہ ہوئی کہ اس کے نیک نام کی سفید چادر پر ہمیشہ کے نیلے
دائع لگا دیا۔ اس وقت اسکی طبیعت ایسی خوشامد پسند ہو گئی تھی کہ اس نے
چاہو ہی کرتے والے خوشامدی ٹھوڈ کو صرف یہی اجازت نہیں دے کر ہی تھی
کہ اسکی عزت و حرمت اور درجہ میں اس کے باب فیلفوس سے اعلیٰ قرار دین اور اسکو
باب کی شہرت کو اس میں دیونا کا بیٹا قرار دینے سے سادہ بن تاکر مگر طبعی طرح وہ
ہی دیونا بنیں تاکر کیا جاوے۔ بلکہ فیلفوس کے ہمزی زمانہ کے فتوحات کو فخر

کو ہی اپنے نام سے منسوب کرنا چاہتا تھا۔ کلاسیطس ایک اس قسم کا آدمی تھا جسکو دلمین تہ یا تو نکی عزت اور قدر کندہ تھی۔ اور اپنے مرحوم بادشاہ فیلقوس کو بھی سید سزا دیتا تھا۔ سکندر کے یہاں سزا اٹھانے اور گستاخانہ بطریقہ کلاسیطس سے کہہ کر لوہا بھل پسند نہیں تھے۔ فیلقوس اور مقدونیہ کے پامپیون کی جرحی کی باتیں جنگا ارتکاب خوشام پسند سکندر اور اس کے خوشامدی خاں روزمرہ کیا کرتے تھے کلاسیطس کی اس سے بڑی دشمنی ہوتی تھی یہ کہ یہ سب پلوین آلو شراب نے اسکو ہی پاگل کر رکھا تھا اس نے سکندر کے خوشامدیوں اور چالوسی کرنے والوں کو جنہوں نے اسے یا اس پر چڑھا کر اور بھی گمراہ کر رکھا تھا سخت ملامت کی۔ اور سکندر کے سامنے پڑ گیا۔ علانیہ طور پر باپ کو برے شہود سے بیٹے پر ترجیح دی اور کہا کہ اے سکندر! تیری فتحیابیوں اور ملک گیب یون کا باعث صرف یہی برستہ فوج ہو جسکو فیلقوس نے تیار کیا تھا تیرے سارے غنیمت اور عزت کا ذریعہ صرف یہی فوج ہے جسکو بڑے بڑے رکن اور سپہ سالار مثل پارمینو اور اسکے بیٹے کے قتل کئے گئے ہیں اور اسکے سپاہی پیادہ سر میں فارس کی جہون میں جو جو گئی ہیں۔ جیون جیون سکندر کو اسکی باتوں سے یہ غصہ زیادہ آیا۔ کلاسیطس ہی آشفتمند ہو کر اسی قبل کی باتیں کہتا گیا۔ اور آخر کار زیادہ جوش میں آکر کہا دیکھہ سکندر جنگ گریکس میں اس ہاتھ سے تیری جان بچائی تھی! میں تو سچ کو بتا رہا ہوں اور سچ کر رہا ہوں۔ لکنا ہے تو آئندہ وحشی خاںوں کو اپنے دسترخوان پر طلب کیا کر۔

سکندر کے نوکرانوں نے اسکی خبر اسکی کہ میں نہیں رہنے دی تھی اور جبکہ وہ کلاسیطس کی جانب غصہ سے چھٹا ہوا اس کے خاص کے محافظ جسم افسر اسکے گرد و لبت گئے۔ اور بعض دوسروں نے کلاسیطس کو اسکو سامنے سے پرہے ہٹا دینے کی کوشش کی لیکن وہی کلاسیطس کی زبان پر کلمات معین

کی پوشاک پہنتا ہے۔ سکندر کے بعض ارکان دولت کو اسکا تذکرہ احتشام
 ایک آنکھ نہ بھایا۔ خصوصاً وہ امر جو بڑا بری کے دعوے پر ساتھ آتے تھے
 اس سے بغیر ہو گئے اور اسکی برائیاں کرنی شروع کیں۔ ان دنوں کچھ تو سکندر
 خوشام پسند اور متواتر کامیابوں سے خود غما بھی ہو گیا تھا اور کچھ اس پھر سے
 جو ایک مفتوح شہر کی دیوار سے پہنکا گیا تھا اور اس کے کندھے پر لگا تھا اسکو
 داغ میں غور آ گیا تھا اور ضعف بھری ہی ہو گیا تھا۔ اس پر بے نوشی مگنی کثرت
 لئے اور یہی آلو بنا دیا اور ایسے بُرے افعال کا مرتکب کر دیا۔

موسم بہار میں صبح سے ۲۴ سال پیشتر سکندر نے پہر دریا سے جھوکو جو کیا
 اور انہی گداز گاہ پر یادگار کے لئے ایک پانی اور ایک تیل کا خواہ لگا دیا۔ پھر
 سرمقہ کجانب دوبارہ عنان غریمت شعلہ کی۔ بدین غرض کہ ملک کے
 امن میں اگر غفل واقع ہو گیا ہو تو دوبارہ امن قائم کرے چنانچہ آئندہ
 سرانہایت سرد موسم بمقام ناہیقا بسر کیا۔ کیونکہ یہ ملک ایسا سرد
 سیر تھا کہ موسم بہار میں کام کرنا محال ہو جاتا تھا۔ آئندہ موسم بہار میں
 ۲۴ سال قبل مسیح سکندر نے ایک مضبوط بہاری قلعہ پرکہ جس میں اوگر ٹرینر
 بخاری نے اپنی عورت اور دختر کو چپا کر محفوظ رکھا ہوا تھا حملہ کیا۔ اس
 بلند مقام پر چڑھنا نہایت دشوار تھا۔ اور محصورین کے پاس اسباب ضروری
 ہی باقراط موجود تھا۔ علاوہ اسکے گذشتہ سرمایہ برفباری نے
 چٹانوں پر چڑھنا نہایت مشکل کر دیا تھا۔ مگر تاہم سکندر کے چند من چلے
 جنگ آزمودہ بہادر یونانی سپاہیوں اور مضبوط کٹائی سپاہیوں کے مدد سے
 جو خیون کے کام آتی تھیں ان کے وقت قلعہ کی ایک طرحی دیوار کے سر
 پر جا چڑھ کر اور دفعتاً شور مچا کر محصورین کو ایسا کہرا دیا کہ انہوں نے
 اطاعت قبول کی۔ اس چوٹی سے مہم سے سکندر کو صرف اس گڑھی پر
 ہی تعریف نہ ملے بلکہ تمام صوبہ صفدی میں نہایت مضبوط سپاہی

تہا بلکہ وہ ان سے ایک ایسی خوبصورت عورت (دوقرا و گزٹینز) بھی ماہتہ
 لگ گئی جسکو ان کے ہراسیوں نے ایسی خوبصورت بیان کیا ہے کہ وہ اس
 کی عورت کے سوا تمام ملک ایشیا میں انہیں اور کوئی ایسی نہ پا رہ
 عورت دیکھنی نصیب نہیں ہوئی *

ہم ہندوستان

سکندر نے اس طرح ایک اور مضبوط قلعہ کو فتح کر کے بعد انقضائی موسم بہار
 جنوب کی جانب بڑھنے کا قصد کیا اور کوہ قاف سے گزرا اسگندہ کی جانب
 رخ کیا۔ اسکندریہ سے لیکر دریائے سندھ تک فوج کے راستہ کا پتہ لگنا البتہ
 دشوار معلوم ہوتا ہے۔ سکندر کے راستہ میں اس سفر کے درمیان دریائے
 چٹسپس (دریائے کابل) اور دریائے گائٹریس آئے ہیں جسکو ہراسیوں نے بڑی
 بڑی ندیاں لکھا اور سکندر نے اس بعد شہر ساگا (مبیلہ) کو فتح کیا کیونکہ پوٹشیل
 مصلحت کو لحاظ سے وہ یہی خاص ضرورت کا مقام تھا۔ اور پڑی
 قلعہ آرتوٹس بھی کابل کے درجہ کے مقابلہ کے بعد قبضہ میں کر لیا اس پڑی
 قلعہ کی فتح کو مورخ ہر قابل تحریر واقع تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں مصورین
 نے ہی ذہرست مقابلہ کیا تھا اور اندر سے جواب نہ کی بترکی دیا تھا۔
 لیکن تاہم سکندر کی نہ تھکنے والی بہت اور ہند پر واز حوصلہ لے کر کامیابی
 حاصل کی اب میان سے فوج اپنے لہو آب شکر تید کرتی کرتی دریائے انڈس
 (سندھ) کے کنارے پہنچی اور کشتیوں کے چل کے ذریعہ سے جو عالمی (عظیموس) اور
 ہفتیشین نے بیان کیے ہیں سکر تیار کیا تھا تاہم تیری کہتا ہے کہ نہ تو اسطو بولس اور
 نہ عالمی ہی تو ہیں بتایا ہے کہ وہ لکھتے تید کیا تھا لیکن تاہم وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ غالباً
 وہ امن کشیاں لگا کر وہ شہر بنوے مضبوط جگہ دیا ہوگا اور کشتیوں کا سفر بے خوفی کے ساتھ دریائے
 تہرہ کو توڑ کر پہنچا ہوگا جسے کشیاں سکھ ہو گئی جو انکی معلوم ہوتا ہے کہ فوج سکندریہ

نے ٹوبہ اور اپریل کے مہینوں کے درمیان دریائے سندھ کو عبور کیا ہوگا۔ کیونکہ
 انہیں مہینوں میں اس دریا پر ایسا پل بنا سکتے ہیں ورنہ باقی سال کے مہینہ
 یہ دریا طغیانی پر رہتا ہے۔ سکندر نے سوچا کہ چونکہ دریا کابل اور سندھ کے
 درمیان گزرتا ہے اس لیے اس سے پہلے دریائے سندھ کو عبور کرنا ضرور
 تھا۔ قبل از سرے سے اس سے پہلے دریائے سندھ کو عبور کرنا ضرور
 وہ بھی وہی تھا جو اسکے بعد تیمور اور نادر شاہ نے ہندوستان کی ٹوٹا کنی
 و زمین پانچال کیا ہے۔ ہندوستان کا پہلا شہر جہین عساکر سکندری نے
 بیشاپور مقابلوں اور جی آنا ٹوٹا کنی کو فتح کئے بعد رام لیا آٹھ گنگا کے نام سے
 منسوب کیا اس امر کا مقام کاماں خیال ضلع راولپنڈی میں پتہ لگتا ہے
 ورنہ بادشاہ نے جسی پور یونان کے کلیس لکھا ہے بلا تکلف اطاعت و قیاد
 قبول کیا۔ ہندوستان کا میوہ پوٹہ شہر ہی ہے یہ سکندر کو بھی خوب ہی
 سفید پڑا و خوشگوار معلوم ہوا۔ کیونکہ ہندوؤں کے نام جو پوٹہ شہر سے راجن جہاں
 میں ملتی ہے ملک کے دستور قدیم کے موافق نا اتفاقی و نزاع پر ہی جس فوج
 مقدونیہ کی حکمرانیابی نے قائمہ اٹھایا۔ فوج غفر موج نے دیوای نامی رئیس
 (جملہ کچھانے) فتح کیا۔ یہ دریا بہت بڑا تھا اور موسمی بدشگون سے لبریز ہوتا
 تھا وہی کشتیاں جو دریا سے سندھ پر پل بنانے کے کام آئی تھیں ٹوٹا کر رہا تک
 لای گئی تھیں اور سلطان سکندر کا ارادہ تھا کہ یہاں پہلی اس کے ذریعہ سے فوج
 عبور کرے۔ لیکن بسیر وریا کی نسبت ایک اور زبردست دشمن مقابل کے
 کندہ پر آمادہ پیکار آیا۔ یہ دشمن راجا پورس تھا جس کے زیر لو اس فوج
 کا بہت سا ملک تھا۔ آٹھ کنارہ دریا پر مشمل شکر اور دیوئی کی حبیب قطاروں
 کو اس ترتیب سے صف کیا گیا تھا کہ سکندر کو پار اترنا دشواری تھیں۔
 بلکہ محال معلوم ہوتا تھا۔ سکندر ایک سپاہیانہ چال چلا اور چند
 دستے نواروں کے بعد اپنے محافظ جسم گار آدمیوں سپاہیوں کو ہمراہ

لیکھ پوٹیدہ طور سے ایک دوسرے مقام سے دیر کے پار اتر ایہ حال دیکھ کر پورس نے اپنی فوج کی صفوں کو کنارہ دیا اسے توڑ کر میدان میں لا آراستہ کیا۔ اور سب آگے ہاتھوں کی قطار سردیوں کی طرح گھڑی کر دی صرف راجہ پورس سے اتنی خامی پھوڑ میں آئی ورنہ سکندر کے رفیق شاہدین کراسم علاوہ وہ من چلا راجہ ہندوستان کے اس زمانہ کے فن جنگ میں ایسا لائق تھا کہ جیسا ہونا چاہیے شہنشاہ فارس کے برعکس راجہ پورس نے بڑی جوانمردی اور بہت جرات سے مقابلہ کیا۔ لیکن سکندر کے جنگ آزمودہ سواروں اور مقدونیہ کے قواعہ دان پیادوں کے سامنے جنگے ہاتھوں کے نیکر آفتاب سے اچھشمی کر رہے تھے اور جنگے رہبر و معین سکندر جیسے واقف رموز جنگ سپاہی کی تدبیر میں نہیں پہلا ہندوستان کے راجہ شاہی فوج میں کیا حقیقت کہتی تھیں۔ ایرین لکھتا ہے کہ حریف کے ۲۳۰۰۰ جانین کہیت میں اور شہنشاہ منصوبہ کے اس قدر کم آدمی کام آئے کہ خود ایرین کا قول پایہ اعتبار سے ساقط نظر آتا ہے۔ راجہ پورس کے دو پہاڑ تخت جبکہ لکھنوں کے روبرو چوہند زمین ہو گئے اور اس نے بذات خود میدان میں آکر وہ داور دلائی دی کہ سکندر عرش عرش کر گیا۔ آخر راجہ گرفت ہو گیا کہتے ہیں جب راجہ کو سلطان کے سامنے پانچ خبر کر کے لائی تو سکندر نے اس سے پوچھا کہ اب تم سے کیا سلوک کیا جاوے؟ راجہ نے جواب دیا کہ جو سلوک بادشاہ بادشاہوں سے کرتے ہیں۔ سکندر کو اس کا جواب پسند آیا اور غش ہو کر صرف اس کا ملک ہی اسے نہ بخشا بلکہ اس پاس کے مفتوحہ اضلاع ہی اسے دیدے۔ اس رائی میں یونانیوں کو بہت سزا دتی تھی مگر آئے۔ چنانچہ اس تاریخ کے بعد یورپ کی بہت سی لڑائیوں میں ہاتھی استعمال ہونے لگے۔ ان ہاتھوں میں ہی ایک خاص ہاتھی بریکندر بڑا خوش ہوا۔ کیونکہ میں قلب لشکر میں جبکہ نگاہ جہان قتال گزرتا تھا اس

ہاتھی نے اپنی مقدور سیڑھ کر ڈھن کی افواج کو پھلکرتی نکال دیا۔ ہاتھی کی سواروں کی سواروں کا خاص ہاتھی تھا چنانچہ اس نے لڑائی میں کیگو پاس نہ پہنچا دیا۔ اور جو تیرا اسکے بدن میں لگا اسکو اپنے سونڈ سے نکال کر پھینک دیا۔ سکندر نے اس ہاتھی کو لیک کر اپنے دیوتا سورج کے سامنے نذر کیا۔ اور پھر انکی پیشانی پر ایک کتبہ کندہ کر کر آزاد کر دیا۔ کتبہ یہ تھا: سکندر ابن الجویط نے یہ ہاتھی ایک جس نامی اپنے سورج دیوتا کے نام پر نامزد کر کے آزاد کر دیا ہے۔ کہتے ہیں اس واقعہ کے بعد ۳۵ سال بعد یہ ہاتھی اسی کتبہ سمیت پھر پایا گیا تھا جس سے حکماء نے ثابت کیا ہو کہ ہاتھی کی عمر زیادہ سے زیادہ یہ سال تک ہو کر رہتی ہے تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ سکندر نے جہلم کے دونوں کناروں پر دوشہر (یا چاندنیان) بالمقابل آباد کئے۔ ایک شہر کا نام اس فتح کی یادگار میں نالید رکھا اور دوسرے کا نام اپنے گھوڑے بوسیفاس کے نام پر بوسیفالار رکھا کیونکہ یہاں سکندر کا پیارا گھوڑا جس نے تمام جنگوں میں بڑے سار اور وفاداری سے اس کا ساتھ دیا تھا زخموں اور تلخان سے بھر بھر کر مر گیا تھا۔ سکندر نے اسے بڑی عزت و توقیر سے دفن کیا اور اسکی یادگار میں شہر آباد کر دیا۔ یہاں سکندر نے ایک ماہ قیام کیا اور پھر یہاں سے چکرا فوج بڑی جلد اسی سائنیز (جناب) کو بڑھی۔ اس دریا کو طالمی پندرہ سیٹھ یا یعنی ایک میل سے زائد عرض بیان کرتا ہے۔ فوج نے کشتیاں اوچڑے کی مشینوں کے ذریعہ سو یہاں سے عبور کیا اور سیدھا (راوی) کی جانب رخ کر لیا۔ کہتے ہیں کہ اس سرزمین یعنی دواہر چنا کو ان لوگوں نے سخت جلدی مٹی کا ایک پٹیل میدان دیکھا تھا کہ گھاس کا ایک تنکا دریائوں کے متصلہ قطعات کے سوا انہیں کہیں نظر نہیں پڑا۔ فوج نے خشک میدان براہ وزیر آباد طے کر کے دریا سے ڈی ڈرا بولس (راوی) عبور کیا۔ اور لاہور کو بھی دیکھا اس دریا کے اسی

ایک دوسرا پورس جو وہاں ہی زیر دست و سمن فلہ آتا تھا آمادہ کار زار
پایا شخص دو ابہ رچنا کا تاجدار تھا۔ اور کتہ کی آمد سے وڑ کر بیان بہک
آتا تھا۔ اسی لئے یونانیوں نے اسے بزدل لکھا ہے۔ لیکن راوی کی مشرق
کے تمام مندر ستانی بزدل نہیں تھے۔ چنانچہ کاغھی ایک جنگجو قوم نے سکندر
کو پس پا کر انے کا ارادہ کیا۔ مین دن کے ذیل کو چرستہ مقام سنگالا پہنچا۔
جہاں کا تہین نے اپنے ویدہ کو خوب مضبوط کر رکھا تھا۔ رڑائی زور شور سے
چڑھ گئی اور سخت مقابلہ کے بعد بہادر کا ہتی اس وقت دب گئے۔ معلوم ہوتا ہے
کہ یہ کاہتی لوگ دواہ لاہور کے تعلقات سے تھے۔ گٹ صاحب اس واقعہ پر
لکھتے ہیں۔ کہ خلع امرتسر سے گذر کر قوم کاہتی کو جو سنگالا میں رہتی تھی سر کیا
اب نشان اس شہر کا بھولی دریافت نہیں مگر غالب تو کو ذائقہ باری دواہ ہو گا
غالب قوم کاہتی وہ قوم ہے کہ جس کو کسری یعنی پتھری لوگ پیدا ہوئے ہیں جو
اس عصر کا ایک جنگی فرقہ تھا۔ مگر بعض کتبہ میں کہ قوم کہتا ہی ان لوگوں میں سے ہو
کہ بادشاہ انکا دسرت راجہ اچو دیا تھا۔ اس مقام اچو دیا کہ کتاب راہین
میں بنام کیکیا دیں لکھا ہے۔ غرض کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ وہاں
پاس پاس ایک ہی دواہ میں واقع ہو گئے۔

سکتہ در کوجب پوراپس پا ہوا پرا

بادشاہ کا اہی سفر مہات کا شوق وی اسی تازہ تازہ تھا۔ جیسا کہ
مقدونیسے روانہ ہونے کے وقت تھا۔ اب اس نے ارادہ کیا کہ اترے پاس فلیس
بیاس کو جو عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۰ دقیقہ پر چناب سے جا ملتا ہے
عبور کر جامہ کے کیونکہ اسے اطلاع پہنچی تھی کہ ممالک واقع آڑو سے
بیاس میں دولت و مال بے شمار موجود ہے۔ اسلئے مفسور شہر پارے نے
غالباً گنگا کو اس سفر و مہم کی حد قرار دینا مناسب سمجھا لیکن اسکی یونانی

سپاہی ایک تو پیادے اور دوسرے سواروں میں تک کر چور ہو گئے تھے اور دوسرے ملک بھی جس میں وہ تسلیم تھے انہیں چند دن تو نگہ نہیں معلوم ہوتا تھا اس لئے وہ گھبرا گئے اور سمجھے کہ ہم اس دور دراز زمین میں نہروں کے جید سائنس پر دشمن کے سپاہیوں کی آوی میں بیٹھتی ہیں لوٹ جاتے ہیں ہے۔ سکندر نے بہتیرا سمجھایا وہ ہنگامہ کیا اور دلاسا دی دیا کہ فوج دیر عرصہ کرے لیکن نرمی سے کام نہ کھلا اور سختی کا کر رہی ہے۔

سکندر نے اپنے افسرین کو غیب و تجسس کی بیفائدہ کوشش کی کیونکہ جسے سپاہی اپنے ہٹ کے پڑتے و سیر ہی افسرین نہ دے پورے نکلے سکندریا سخت غم کیا اور وہ دن کوانہ و طویل اپنے خیمہ میں بند رہا معلوم ہوا ہے کہ اس وقت ملک طلب یہ نہیں تھا کہ وہی زمین پر فتح کرنے کے لئے اور کوئی ملک نہیں بلکہ اسوٹو کا اسکو عمر بہر میں صلح ترتیب دے لگا تھا کہ بوجہ غیرت کے کہتے کہ بن خواہ وہ کیسی ہی غرور کے کیوں نہ ہوں تاہم ممکن ہے کہ کربک جادین - اور یہ کہ اس روز پہلی مرتبہ اسکی فوج نے اسکی عدول علمی کی تھی - جبکہ علاج اس وقت اس کے پاس موجود نہیں تھا - آخر طوعاً و کرہاً مان گیا - مگر پھر ہی اسکا جی چاہتا تھا کہ کام کو ادا ہوا چھوڑ کر واپس نہ چلا جاوے - عاقبت الامر اس نے دیوتاؤں کی مرضی دریافت کرنے کے لئے قربانیاں گزاریں - لیکن شگون اچھے نہ آئے اور جبراً و قہراً شاہنشاہ کو دیوتاؤں کے منشا اور نوکروں کی مرضی کا اتباع کرنا پڑا اور اسی واسطے ہم سکندری کی معیدیل فتوحات کی سرمد دیباچے یاں ہی مابین یونان میں اس وقت تک مقدونیہ والے کچھ بڑے ہیادور نہیں شمار کئے جاتے تھے - لیکن - اس مخفیہ نشان اور لاثانی مہم میں افسر وہی لوگ رہے ان نمایاں فتوحات میں جسے سہریہ یونان کی طرف سے (جو اس زمانہ میں دلاوران قوم تسلیم کئے تھے) کوئی آدمی شامل نہیں ہے

جیکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سکندر کی اصلی فوج تو اہل مقدونیہ اہل تہلی اور جنوبی یونان کے باشندے ہوتے اور چون جون وہ ملک گریک یا ان کے تارگیا ممالک مفتوحہ کے ویسی باشندوں سپاہ بہرتی کرتا گیا۔ وہ نظارہ ہی کیا پر لطف ہو گا۔ جیکہ میں سے زیادہ یورپ اور ایشیا کے مختلف ملکوں اور قوموں کے سپاہی یونانی افسر و فوجی زیر کمان تاج سکندری کی غیر غریبی میں رزم آرا ہو تو ہونگے۔ جیسا کہ سیفہ خاکہ اہل انگلستان نے ہندوستان کی فوج میں آج کل کیسے رکھا ہے +

جب تمام خدم و حشم سمیت سکندر جیسا کہ کیف لوثا تو یہاں کشتیوں کا ایک ہماری میرا اس لکڑی (اچیر) سے جہاں : یا کے اوپر کے حصوں سے باقراط بہتر آیا کرتی ہے۔ بہتر کار پردازوں نے پہلے ہی سے تیار کر رکھا تھا۔ سکندر نے یہاں پہونچ کر اپنی فوج کے تین حصوں کے ایک حصہ کو کشتیوں میں بٹھا کر آپ اسکی ہمراہ سوار ہوا اور باقی دو حصوں کو دریا کے دونوں کناروں پر خشکی میں چلنے کا حکم دیا جہاں چناب اور جہلم کا اتصال ہے۔ وہاں طوفان دریا سے کشتیوں کو سخت صدمہ پہونچا۔ غالباً یہ جولائی گشت کا مہینہ ہو گا کیونکہ انہیں مہینوں میں یہاں اسی شدید طغیانیاں ہوا کرتی ہیں۔ جتنے جتنے ملتان کے قریب ایک قوم بہت سخت ہو کر آں پڑا سکندر نے انکو شہر حیدر آباد اور شہر لگا کر رہنے پہونچا۔ آپ فیصلہ چڑھ گیا۔ جہاں افسر اور فوجیوں والے ہو کر شہر ہی ٹوٹ گئی اور آپ اس کے سوا چاہہ نہ رہا کہ جست کے اپنی فوج میں آئے۔ یا دشمنوں میں جا پڑے۔ لٹا انا حیات سکندری کو کب گواہ تھا جسم کو تول کر شہر ہی میں کودا کو نئے وقت سلوک کی حکمت دشمنوں کو یہ گمان ہوا کہ اسکی دستجو بھلی نکلتی ہے سب کے سب دوڑ کر جا گئے مگر یہ اصل حقیقت سے آگاہ ہو کر اپنی چل پڑے۔ سکندر وہاں سے اڑ کر نکلا مقابلہ کرتا رہا۔ اور اسی میں اس کے دو افسر نے ہاتھ بڑھائے مگر ایک تیار ہو کر دوسرے میں یہ لگا کر زمین پر گر پڑا۔ اسکی بعد اس کے دو افسر جو اسکی ساتھ ہو کر تھوڑی سی مخالفت کرتے اور دشمنوں کو لڑتے رہے۔ اتنے میں اسکی سپاہ دروازہ

کہو لنگر اور کچھہ فیصل پر چڑھ کر شہر میں آگئی۔ اور سپاہیوں نے اپنی ڈھالیں سکندر کے
 اوپر کھین۔ آخر شہر کو فتح کر لیا۔ اس زلّائی میں سکندر ایسا زخمی ہوا کہ
 جان کے لئے ڈرگم کہتے ہیں اس جوانہ رو کے ایک ایسا تیرنگا کہ باسی اپنی
 ماتہ سے نکل نکلا۔ جب معالج تیرنگا نے کے واکر آیا تو اس نے خادموں کو ہدایت
 کی کہ بادشاہ کو خوب زور سے پکڑ کہیں تاکہ زخم کو چیر کر تیرنگا نے سے جو حالت
 اضطراب اور شدت درد سے بادشاہ پر طاری ہوگی وہ عمل جراحی میں ہرج ہنو
 اور یادوارے بیوشی پلایا جاوے۔ سکندر نے وائٹ کر کہا کہ کوئی مجھ کو نہ چوئے
 کیا مجھ اپنے بدن پر اتنا ہی قابو نہیں کہ اسکو سہنا سکون۔ آخر ڈاکٹر نے
 زخم چیر کر فرائح کیا اور تیرکا پہل نکالا۔ مگر سکندر آف نہ کی حتی کہ اس صدمہ سے
 غش آگیا۔ اور چند گھنٹے حالت جان کنی میں پڑا ۴

مردان نہرو آژنا اور گردان لٹ کر شاہی سکندر کے اس دلاورانہ خیال
 اوفعل کی پوری تعریف کر سکتے ہیں۔ کہ باوجود ایک ایسے عالی منزلت جہاندار ہوئے
 میدان میں نہ اپنی زندگی کی علت فانی سمجھتا تھا اور پیشہ دکھانا طریقت جنگجوئی
 اور شرب و ملاوری کے خلاف جانتا تھا اور خیریت اس بلا کی کہ جان جائے پران
 نہ جائے۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ یہ جنگ سکندر نے قوم مالی سے کیا تھا اور یہ
 قوم اس زمانہ میں بلتان میں آباد تھی چنانچہ اسی لٹاس شہر کا نام بلتان (یعنی مالی سہان)
 ہوا اور اسی خیال سے جغرافیہ نویس شہر بلتان کو سکندر اعظم کے دور دورہ سے پہلے کا
 آیا سمجھتے ہیں۔ جب ایک عرصے کے بعد سکندر تندرست ہوا تو وہ قبل سحر میں فوج
 سندھ اور چناب کے مقام اتصال یعنی کوٹ سہن پر (جو عرض بلد شمالی ۲۸ درجہ
 ۵۵ دقیقہ پر واقع ہے) پہنچی۔ یہاں سکندر نے ایک جدید شہر تعمیر کرایا اور
 بعد سازی کا کارخانہ قائم کیا۔ اور اپنے سپہ سالار فیلقوس کو یہاں اپنا
 صوبہ قائم مقام قرار دیا۔ اور حیدر اہل تہرئس سپاہی اسکی فوج کے پہلے
 تھے ان سب کو وہاں فوجی خدمت پر تعینات کر دیا ۴

مہات بھری

سکند نے یہاں بیٹھ کر کو اور وسیع کیا۔ اور دیا سے سندھ میں آگے بڑھتا گیا۔ اسے میں شہر سعدی کو جو کوئی بگڑا ہوا نام معلوم ہوتا ہے دیکھا اور وہاں ہی جہاز سازی کا ایک کارخانہ قائم کیا۔ وہاں سے آگے چل کر سندھ میں ایک سردار میوزی کنیس کا علاقہ آیا۔ اس نے اطاعت کر لی اور اسکو شہر میں کچھ سپاہ جو محمود بن کے قلعہ میں پھڑکی گئی۔ ایک دوسرے نہیں لے کر کنیس نے مقابلہ کرنا چاہا لیکن اسکا جو مفضل تھا کہاں راجہ بوج اور کہاں گونگا تیلی نے تیرنا نہ لے سکے وہ شہر واپس پر تیرنا لیا اور اسکو پانچ بجہ کر کو جہاز لے کر اسکے بوائے سینڈس کی والاسلٹ سینڈس داتا پرتاخت کی اور اسکو شال قبضہ صاف کنڈری کر لیا۔ معلوم ہوا یہ شہر غالباً جدید سہوان جو گا اس اثنا میں راجہ مسوی کنیس نے بناوت کی لیکن جلد ہی قابو آگیا اور سندس کے سر عنوان سمیت یہاںسی دیا گیا *

ایرین کی تحریر اس موقع پر بڑی مغلط اور عجیبہ معلوم ہوتی ہے اور واقعات کی غلط پراس سے کچھ بہت روشنی نہیں پڑتی۔ مگر تاہم اسقدر واضح ہوتا ہے کہ یہاں سے سکندر نے ایک جماعت فوج کو نیل سوار ہو کر براہِ خشکی وسط افغانستان و بلوچستان سے کرمان کو بھیجا چنانچہ وہ قندھار سے ہوتے ہوئے کرمان تو اسے ایران میں جا پہنچے۔ لیکن واقعی صحت اس بات کی اب نہیں ہو سکتی *
بمقام ٹال (ٹالماہ) جو دیا سے سندھ کے ڈالٹا کا اس ہے سکندر نے بحری فوج کا ایک قشون تیار دیا۔ اور ایک شہر کی بھی بنیاد رکھی جو اس کا وطن غالب تھا کہ ضرور کسی روز وسیع تجارت کا مرکز ہو جائے گا۔ اس جگہ کس شہر یا رے سندھ کے ڈالٹا کی دونوں اطراف کی شاخصین خود جاکر تحقیق کیں اس نے معلوم کیا کہ مغربی شاخ کی تیز تندہ و سمندری

ایک قسم کی یاد مخالف سے اس قدر شدت کی غیانی پڑتی ہو کہ تجارتی کشتیاں اسکا بمثل مقابلہ کر سکتی ہیں۔ چاند کی چوڑیوں کو مدد و جہد اس تیزی سے چڑھ کر فیٹ پانی بند ہو گیا اور اتنی جلدی اتر کر کشتیاں دم زدن میں خشکی پر پڑی۔ کہیں۔ آخر لام شاہنشاہ رود سندھ کے دمانہ پر پہنچا جو محیط (بحر ہند) کا ملاحظہ کیا اور وسیع سمندر میں دور تک سیدھا چلا گیا۔ کیونکہ اسکا منشا تھا کہ شاید تحقیق سے کوئی اور زمین سمندر میں دریافت ہو سکے۔ وہ دن جو ہر سندھ کی مشرقی شاخ کو رخ کیا اور معلوم کیا کہ یہ راستہ تجارت کے واسطے بخوبی کار آمد ہو سکتا ہے اور ایصالِ سمندر پر ایک وسیع کھاڑی میں آتا ہے۔

نیاز کس نامی مشہور ناخدا جو فن چہار زانی میں اس زمانہ میں ٹہرہ آفاق تھا سب کے پیڑے کا سپہ سالار تھا۔ بادشاہ نے اسکو حکم دیا کہ جب باد موافق چلے تو بحری فوج براہِ سمندر خلیج فارس کو عبور کرے +

اس ولادت سے سفر بحر کیلئے جو ایسی عہد قدیم میں واقع ہے جس پر ہونا یونون کے ایسے دور از سمندر کے جغرافیہ معلومات اور نیاز کس جیسے آزمودہ کا ناخدا کی بیانت کو کس قدر موردِ تعریف کرنا چاہتے ہیں۔ اس زمانہ کا یونانی جغرافیہ ہومر کی شاعرانہ کہانیوں اور آیو کی خفیاہ آوارہ گردیوں کے دامن میں لیٹا ہوا تھا۔ اس عصر کے حکماء کا خیال تھا کہ زمین ایک سطح مستوی ہے اور چاروں طرف سمندر سے محدود ہے اس لئے یہ بھی خیال مشہور تھا کہ خشکی میں دور تک سفر کرنے کو آئی جگہ کوٹ آتے ہیں۔ چنانچہ سکندر کے ہمراہیوں نے جب دریائے سیحون کو دیکھا تو سمجھے کہ دریائے سینڈی اس کے کناروں پر پہنچ گئے ہیں اور جب دریائے سندھ میں گھر پال دیکھے تو خیال کیا کہ دریائے نیل کے کناروں پر آگئے ہیں۔ فی الواقع عبورِ سمندر کا اس زمانہ میں نہایت عجیب و غریب تھا۔ کیونکہ کشتیاں

اُس زمانہ کی بہت چوٹی ہوئی تھیں۔ اور فن جہاز رانی نے بھی چند ان رواج
 تھیں پایا تھا۔ مقدار مسافت بھی معلوم نہیں تھی۔ اور کوئی گمان نہ تھا کہ
 سامان رسد بھی جیتا ہو سکے یا نہ ہو سکے مگر نیا دُکس نے یہ ہوشیاری کی کرکشتیوں
 کو اکٹھب دیا ہی کہا اور وسط بحر میں نہ ڈالا کیونکہ خواص بقنا طیسی (جسکو
 جہاز رانوں کا راہنما کہنا ذیہا ہے) اس وقت تک دریافت نہ ہوا تھا۔ اور
 کوئی جہاز یا کشتی وسط آب میں روان کیجاتی تھی۔ بخلاف زمانہ حال کے کہ
 اب جہان چار میں جہازوں کو لیجا سکتے ہیں۔ راستہ میں انکو رسد کیجاہ سے
 بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ کنارہ کا ملک ویران اور ریگستان تھا۔ عرض بصد
 خرابی فقر و فاقہ وہ جمعیت طلیح فلدس تک پہنچ گئی۔ اس امر کو تسلیم لینے میں ہی
 تامل نہیں ہے کہ نیا دُکس نے بحری تجارت کے لئے بحر مند کو پہلی مرتبہ کہولا تھا جو
 من بعد آدم سے ایندم تک ایک وسیع تجارت کا مامن ہو گئے رہا ۴

دشت گدڑ و سیا کاسف اور سوہا کی طرف بازگشت

باقی حصہ فوج سکندر بسر کر دی اپنے لشکر کے قبل سیح میں وہ ستمبر کے قریب
 روانہ ہوا۔ سندھ کے ڈالٹا سے بندر عباس (جو طلیح فلدس کے کنارہ پر واقع ہے)
 تک کا راستہ تھیں کے لئے اور ایسی جمعیت کے لئے جسکا سامان رسد
 کشتیوں پر لدا چلا آتا ہو کچھ بُرا نہیں۔ اسی راستہ کے پہلو پہ پھلو
 ساہتہ روز میں سکندر نے بھی اور ملی کی مغربی حد سے سیکر پورہ (فرگ)
 تک سفر کیا ایک مرتبہ ملت آب سے فوج ایسی تنگ ہوئی کہ ساحل بحر کے
 ریگستان میں سات روز تک کنڈان کہو وئے کی تلاش میں پھرا گئے۔ اگر ایران
 اور ملکہ یو کی تحریرات کو معتبر سمجھیں تو اس خیبر غیر آباد جنگل میں اہل سپاہ
 نے اس قدر تکلیفیں اور جہتیں ادا کیں جو حد بیان سے باہر ہیں۔ اور جسکا
 زیادہ حصہ اتنی بڑی سپاہ کے لئے رسد کی کمی سے مخصوص نہیں ہو سکتا۔ بلکہ

کے دیوانے اور زمین کے کیسے تھن ہونے سے ہو سکتا ہے ؟
 ایک دفعہ صبح دوپہر کے وقت جبکہ وقر حارت سے میل اندھا چھوڑتی تھی
 اور سکندر کا ہر ایک ہلے ہی العطش العطش پکار رہا تھا ایک سپاہی بڑی وقت
 سے ڈھونڈ رہا تھا کہ تھوڑا سا پانی سکنت دے کے واسطے لایا تھا۔ اس جو انفراد
 بادشاہ نے اس سپاہی کا شکریہ ادا کیا اور پانی کو زمین پر گرا دیا۔ اسی بہت
 مروانہ اس امر کی مقتضی نہ ہوئی کہ خود نو پانی پی لے اور فوج ہمراہی پیاسی سر
 پورہ سے فوج بلا وقت والا خلافت کرمان کو روانہ ہوئی۔ یہاں کریمرس
 ہی سکنت سے آٹلا۔ جو ایک حصہ فوج فیل سوار ایک کبراہ قندار آیا تھا۔ یہاں
 نیاز کس بھی بادشاہ سے آٹلا۔ اور بیڑہ دار موریتیک جو جزیرہ ہرگز کی مقابل
 ساحل پر واقع ہے سلامت لنگر کیا۔

کرمان سے فوج بسر کر دی بنیٹس مبع بار برداری اور چنڈہ رنجبہ فیل کے
 ساحل خلیج فارس پر روانہ ہوئے۔ کیونکہ موسم سرما میں جو قریب آ رہا تھا۔ یہ
 شرک خامی چلنے کے قابل تھی۔ بادشاہ خود سعد خاص کے سپاہیوں
 اور تھوڑی سی فوج کے بمقام ہسار گنڈی جہاں کچھ دھن تھانگیا جا کر دیجا
 تو اس قومی پیادہ کی قبر لیٹرونگی غنیمت کی آماجگاہ ہو رہی ہے جو اس پہاڑ
 کی عزت کے مطلق پردہ نہیں کرتے جو دو سو سال سے وطن سورت ہے
 اسکا طلائی تابوت جبین اکی نفس کسی قسم کی عطر اودیات میں ببا کر رہی
 ہوئی تھی کہ گلتی شرنے سے محفوظ رہے۔ دیکھ دیکھ کر ان لٹیریون کے
 موتہ میں پانی بہر آیا تھا۔ لیکن تابوت کے صندوق کا اوپر لانت آٹلا
 اور نفس کو باہر ہینکینے کے بعد ان قزاقوں سے بوجہ زیادہ ہونے کے
 نہیں اٹھ سکا تھا۔ سکندر نے حکم دیا کہ نفس کے پارچوں کو اٹھا کر کے قبر
 میں رکھ دیا جاوے چنانچہ اسطابوس کہتا ہے کہ اس مرحوم شاہنشاہ کی
 قبر کی حرمت کا حکم میرے نام ہی نافذ ہوا تھا کہ اس بڑے پارسی جنگی

بہادر کی قیر کو آئینہ کے لئے قزاقوں کی دست برد سے بچایا جاوے *
 پسد گیدی سے روانہ ہو کر سکندریہ سی پولس کو گیا اس شہر کو سکنت اپنی
 پچھلی روانگی کے وقت آگ لگا گیا تھا۔ ایرین لکھتا ہے سکنت کو اس شہر سے
 سے جو اس نے ہری پولس کی آتشزدگی سے کی تھی کچھ رنج نہیں ہوا
 یہاں پہنچ کر اس نے پوسطس نامی ایک اہل مفت و نیک سپہ سالار کو ایک
 پارسی جنرل کی بجائے فارس کا صوبہ قرار دیا اور اس پارسی کو بجرم بد عمل
 ریاست کے پھانسی دیدیا پوسطس نے نہایت لیاقت اور عظمت ہی سے حکومت
 شروع کی بلکہ ایسی حکمت عملی اختیار کی کہ سکنت کو اس سے پوری شکین ہو گئی۔
 اُس نے پارسی چال ڈھال رجم رواج اور پوشاک اختیار کر لی اور زبان فارسی
 میں عمدہ مہارت پیدا کر لی۔ مورخ بیان کرتے ہیں کہ پارسی اسکی عملداری سے
 نہایت خورندہ ہوئے۔ اُس زبردست سپہ سالار کی مثال البتہ ان لوگوں
 کے لئے قابل تقلید ہو جو خوش نصیبی سے ممالک غیر میں منصب حکومت پر
 ممتاز کیئے جاتے ہیں *

قیام بمقام سوسا

آخر کار بمقام سوسا دریائی الائی کے کنارہ پر ٹھہر کر قبل مسیحی میں فوج نے
 اس دور دراز سفر کی ماندگی سے آرام کیا۔ اور اس وقت فرصت کو شاوی
 کی محفلوں اور راگ رنگ کے جلوں میں بسر کرتے گئے۔ یہاں سکنت نے دلا
 کی بڑی لڑکی بارسن سے اپنی شادی رچائی۔ اور چوٹی لڑکی اپنے سردار
 بیفٹسن کو بیاہ دی۔ اریطو پولس کہتا ہے کہ اُس نے اوکس کی لڑکی سیرائی
 سیطس سے ہی اسی وقت شادی کی۔ اور اسی طرح اسکی عورتین یعنی
 ایک بنجاری اور دو فارسی نسل کی ہو گئیں۔ سکنت نے اپنے انہیں بڑے
 بڑے افسروں میں سے ہر ایک سے ایک ایک ایسٹیمائی عورت متعہ پ

کردی۔ کرطیس پر ڈیکس طلحی۔ یونیس نیاز کس اور سیلو کس عورت کا سورخ نے خاص نہ کر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ یہ تمام شادیاں حسب دستور ملک فارس رچائی گئیں۔ دونوں کے واسطے جو کیاں رکھی گئیں اور دو شراب کے بعد دلہنیں جڑاؤ زمانی ٹوپیان کتان کے پانچھلے اور ریشمی کڑتے پہنے ہوئے آئین جو اپنے اپنے خاوندوں کے پاس بیٹھ گئیں بادشاہ نے اپنی عروس کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ لیا اور تمام سرداروں نے اسکی تقلید کی اور پھر سب ملکر کہا نا کہا یا۔ سکندر نے ہر ایک عورت کا جینو بھی اپنی پاس سے دیا۔ باقی جعفر سپامیوں نے ایٹائی عورت یعنی چاہن انکے نام ایک فہرست میں درج کئے گئے اور شادی کے وقت بادشاہ کی جانب سے انہیں تحفہ تحائف ملے۔ چنانچہ اس فہرست میں دس ہزار سے زائد آدمیوں کے نام درج ہو گئے۔

خواہ مختلف قوموں کے اتحاد و اتفاق کے لئے یہ شادیاں کیسی ہی مصلحت منگی کے قرین تھیں لیکن ناہم اہل مقدونیہ کے سپاہی ان سے بہت آزرده ہوئے۔ بمقام اوس دریائے نائس کے کنارہ پر بادشاہ نے فوج کا جائزہ کیا اور زخمی ناتوان اور ناقابل سپامیوں کو وطن بھیجا جاؤ۔ مگر اسوقت سپامیوں میں غم و ہوش پڑا اور ساری فوج یک زبان ہو کر چلائی کہ ہتھیار اگر تو ہم سب کو معطل کر دے اور آئندہ کے لئے اپنے آپ امین کی مدد سے ملک گیریاں کیا کرے۔ سکندر یہ طعنہ سنکر براؤ فرختہ ہو گیا اور کور سپامیوں کے بیچ میں جا پڑا اسکے پیچھے چند محافظ جسم سپاہی بھی گھس آئے اور انہوں نے تیرہ آدمیوں کو جو اس فساد کے سرغنے تھے پکڑ لیا۔ جنکو فی الفور جان سے مار ڈالنے کا حکم صادر ہوا پھر فوج کی طرف جو یہ واقعہ دیکھ کر ہراسان ہوئی تھے مخاطب ہوا اور بہت سی ملامت کے بعد انہیں کفران نعمت کا الزام لگایا اور عاتبہ ہی کہا کہ تم نے اپنی بادشاہ کی خاطر منعقد کی جسکو تمہارے نام کو کہہ دو

ہر وقت اور ہر حالت میں بانٹے۔ اور کامیابی کے انعامات سے تمہارے جیب و دھن مال کو دے اور اپنے پاس بڑی نام فقط سخت کی عزت اور تاج کا سودا رکھ لیا آخر کار اس نے انہیں علیحدہ کر دینے کا حکم دیا اور آپ محل شاہی میں جاگہا۔ دروازے بند کر دے اور حکم دیا کہ کوئی اندر محل کے نہ آوے حتیٰ کہ محل کی حفاظت کے یو ایرانی سپاہیوں کی گارڈ کا پھر مقرر کیا۔ یونانی سپاہی جہاں پہنچے وہیں پریشان ہو گئے۔ اور جوں در جوں محل کے گرد اکھڑے ہوئی۔ انہوں نے اپنے ہتھیار ہنکدے اور جسم سلطانی کے خواستگار ہوئے۔ سکندر نے اس وقت انہیں صدق دل سے چھپاتے ہوئے دیکھ کر معاف کیا۔ لیکن بغیر کی بغاوت کے وقت سے اسکے دل میں برابر رنج چلا آتا تھا۔ چنانچہ اس نے.... انہایت ضعیف اور ناتوان سپاہیوں کو زیر حکم کر لیا جو بجائے انطہیل کے مقدمہ نیہ کا وائیسرے مقرر ہوا تھا وطن کو رخصت کر دیا۔ گوساوی کے جاسون میں بغاوت اور بے ہنی کی مجلسیں بھی اٹھ کھڑی ہوئیں لیکن ناپح رنگ اور نام قسم کے کہیل تماشے اور نادرات موسیقی جسدہ کہ اس عہد کے یونانی کاریگر جانتے تھے۔ اس آن فان سے جاری رہی کہ ناظرین کو رہا دیا۔ سکندر کی دوا شمشادی میں کچھ شک نہیں۔ گوساویہ میاں گویا لیکن اسکی مای کی صیانت قابل صد ہزار تحسین تھی اس مابھی سناکت و اسکی علت غائی یہ تھی کہ فاتح کو مضبوط قوموں میں ایسا پختہ اتحاد قائم ہو جاوے کہ باستانی اسکا ازالہ نہ ہو سکے اسکے مورخ لکھتے ہیں کہ اسکا یہ بھی ارادہ تھا کہ ایشیائی لوگوں کو یورپین مسلح سے مسلح کر کے طریق جنگ سکھایا جاوے اور انکو اپنی سپاہ میں شامل کر کے ان سے ایک جدید فوج تیار کی جاوے تاکہ اسکی جان مقدمہ ونیہ والوں کے قبضہ سے نجات پاوے۔ کیونکہ اہل مقدمہ ونیہ کے سپاہی اسکو ایک سو زائد مرتبہ ملین سے چکر تھے کہ تو ہمارے سوا کونسا ہے

واقعات خاتمہ

تحقیقات علمی اور فہام عام کے کاموں میں ہر وقت اسکی طبیعت کو میلان تھا لیکن اس وقت جبکہ ایک عالمگیری جہم کے بعد کیتھد فراعنت حاصل ہوئی علمی اس نے ان امور کی جانب زیادہ توجہ منتطف کی۔ قرون سے کشتیوں میں مینہ کے خلیج فارس میں چلا آیا۔ اور دریائے و جلد وفات کے ڈٹنا کو بغور دیکھا۔ اور پھر شرط العرب سے ہوتے ہوئے و جلد میں مقام آو پس تک چلا آیا۔ اس دریا میں عہد قدیم سے کئی ایک سخت بندوار پار اس غرض سے باندھی ہوئی تھی کہ موسم طغیانی میں جب دریا لبیز ہو تو گرو نواح کی سرزمین کو آبیاری سے شاداب کیا کرے لیکن کمند در کی آرزو ہمیشہ ہی رہی کہ تجارت بحری و بری کو ترقی ہو اور دور دراز ممالک کے مابین تجارت وسعت سے جاری رہے۔ چنانچہ اسی خیال کو مد نظر رکھ کر اس سفر میں اس نے دریائے و جلد سے وہ بند جو قدیم ہماری کا ایک بے پناہ نمونہ تھے منہدم کر دئے اس لئے کہ وہ دریائے اندرونی آمد و رفت سے مزاحم تھے +

۳۲۷ قبل مسیح کے اخیر میں سکندر بمقام اکتناز جو سلطنت کاشانی دار الخلافہ تھا گیا اسی جگہ اسکا منظور نظر دوست رئیس مشن مر گیا۔ سکندر کو اسکی وفات کا تبدیلا اتم رنج و اطم ہوا۔ آخر دل برداشتہ ہو کر بابل کو چل دیا +

راستہ میں غم غلا کرنے کے لئے ایک پہاڑی قراقرن کی قوم کو جسکا نام کسی تھا مطیع کرنا چاہا۔ اس وقت تو بادشاہ نے اپنے زعم میں حسب مراد اس قوم کی شکست کر دی لیکن جلد ہی بعد میں وہ پیرائہ کھڑی ہوئی۔ سکندر نے ایسا بغاوتس آدمی تھا کہ ہمیشہ محنت کے کام کرنے میں خوش ہوتا ہوا اور سستی اور بیکاری سے گہرا نا تھا۔ جب سکندر بابل کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ دنیا کے قریب تمام اطراف و اکناف سے مختلف ممالک کے سفیر

ایشیا کے نئے شاہنشاہ کی مبارکباد کے لئے آئے۔
 معبد بعل کے مجاوروں نے بادشاہ کو بہتر سمجھا یا کہ شہر کے اندر جانے میں
 آپ کے لئے سلامتی نہیں ہے چنانچہ بعل کا اپنا فرمان بھی یہی تھا۔ لیکن
 اُس نے انہی بات کی طرف مطلق توجہ نہ کی۔ اور شہر کے اندر چلا گیا۔ معبد بعل
 کے ہندرات بڑی تباہ حالت میں دیکھے۔ باوجودیکہ بادشاہ نے جب پہلی
 مرتبہ بابل میں آیا تھا تو معبد بعل کے از سر نو تعمیر کا حکم دیا تھا۔ لیکن مجاہدوں
 نے اس کا کچھ خیال نہ کیا اور اس معقول آمدن کو لیتے رہے جو اس معبد کو متعلق
 تھی۔ یہ بات بیان للہنی ہی ضروری ہے کہ سکندر نے مقدونیہ کے روانہ ہو کر بابل
 کے قیام تک کل ۱۹ ہزار میل انگریزی سفر کیا اور یہ اس قدر طویل مسافت
 تھی جو نہ تو کسی اور نے اسکو عمدین یا اس سے پہلے زمانہ میں طر کی تھی نہ آجکل
 کے سیاح بھی اس کو زیادہ سفر کر لیتے ہیں +

قیام بمقام بابل

سکندر نے ارادہ کیا کہ شہر بابل کو اپنا دارالامارت قرار دے اور اس
 شان و شوکت اور عیش و عشرت میں زندگی بسر کرے کہ مشرقی بادشاہوں کو
 خواب میں بھی نصیب نہ ہو اس نے بابل کو از سر نو تعمیر کرایا اور وارا
 کے نہری تخت پر بیٹھ کر دربار کیا۔ اس تخت کے اوپر ایک طلائے درخت
 لگا ہوا تھا جس کے پتے زرد کے تھے اور پھل چنانع کے۔

ناہل اسکے ارادے بڑے بڑے جلیل اور عظیم الشان تھے۔ اُس نے ہیر
 کلایڈس کو ہیبیا کہ بحیرہ کا سپین پر جا کر جہاز تیار کرے۔ اور دریافت کرے
 کہ کیا جیسے ہیروداٹس ایک سو سال پیشتر لکھا ہے کہ یہ بحیرہ چاروں طرف
 خشکی سے محیط ہو صحیح ہے یا دوسرے لوگوں کا یہ خیال درست ہے کہ بحیرہ
 اسودے پیوستہ ہے بابل میں اس نے ایک بندر گاہ تیار کرایا

تہا کہ جو جہاز خلیج فارس اور جبلہ میں آمدورفت کریں وہاں ٹھہرا کریں اور جی طرح ہو سکا آزمودہ کار ملاوٹ اور جہاز رانوں کو اپنی جدید دارالحکومت میں بود و باش کرنے کی ترغیب دی دلا کر جمع کیا۔ اسکی یہ بہ ہی آرزو تھی کہ جزیرہ نما عرب کے گرد جہاز گھوم آئیں۔ اور وہاں کے ٹھیکہ خانہ بدوش قبیلے (بدوی) مطیع کئے جائیں لیکن اسکے کسی ناخدا نے اس میکاٹا سوجو داخلہ خلیج فارس پر واقع ہے آگے بڑھنے کا حوصلہ نہ کیا۔

بابل کے سرنہرمیدانوں میں زراعت و فلاح کو ترقی دینا اسکی حکمت عملی کا دوسرا پہلو تھا۔ جلی شہیل کے لئے اُس نے بہت سی نہریں آب رسانی کے لئے کھدوائے کا بندوبست کر لیا تھا۔ اور ایام غنیمانی و جلد میں سیل کا فضول پانی خارج کر دینے کے لئے پمپکیوں نالہ کو زیادہ وسیع اور کار آمد بنالیا تھا۔

سکندر کی وفات

اسی اثنا میں جبکہ سکندر جزیرہ نما عرب کی محم پر تلا بیٹھا تھا کہ پیام اجل آیا اور دل کے ارمان دل ہی میں رہی کہ چل دیا۔ مورخ اسکی وفات کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں جبکہ بابل کے گرد نواح کی دلدل والی زمین میں جہاز رانی کے کارخانوں کے لیو کام کر رہا تھا تو زیادہ محنت کرتے سے بخار چڑھ آیا جسے دونوں کی کثرت ہی تو تھی سے شغف پہلی ہی موجود تھا جس سے بخار اور تیز ہو گیا۔ ایرین نے آئی بیماری کے روزانہ حالات نگینہ کئے ہیں۔ پہلے تو اس نے کسی طبیعے معالجہ نہیں کرایا۔ نوروز تک اس نے خودی کوشش کی کہ کس طرح بخار اتر جائے چنانچہ بخار چڑھنے کی کچھ پرواہ نہ کی اپنی سپہ سالاروں سے اپنے ارادوں کا ذکر کرتا رہتا اور کبھی میڈس سے چوڑے کپٹنے لگتا۔ ہر روز خود بخوار شکر غسل اور قربانی گزارنے کو لئے سوار ہو کر قیلا جاتا تھا۔ آخر کار بخار شدت سے چڑھنے لگا اور ہمارے بہادر

کی کوئی بہادری پیش نہ گئی۔ جبکہ اسکے جرنیل اسکے بستر کے گرد جمع ہوئے تو اس وقت اسکے بولنے کی طاقت بھی سلب ہو چکی تھی۔ اسکا آخری کام یہ تھا کہ اُس نے اپنی اٹلی سے مہر خاص کی انگوٹھی اور ماروی اور ہڈکیس کے حوالہ کر دی یہ بھی تواریخ میں لکھا ہے کہ ابھی طاقت گفت کسی قدر باقی تھی کہ اس سے پوچھا گیا کہ سلطنت کی عنان کس کے ہاتھ میں دو جا جائے ہو۔ سکندر نے فقط اسی قدر جواب دیا کہ جو سب سے بہادر ہے۔ ۹

سپاہیوں نے جب اس آخری وقت کا حال سنا تو گہبرائے ہوئے محل کے گرد آ جمع ہوئے۔ اور ایک طرف سے چپ چاپ اپنے مرتے ہوئے سردار کے بستر پر کے پاس سے ماتمی حالت میں ہود بانہ گزرتے گئے۔ مگر سکندر اشارات سے انہیں جلد تاراج کر لے اُسے کس قدر محبت تھی اسکے جرنیل سر آپس کے معبد میں راتوں اس خیال سے جا کر سوئے کہ شاید انہیں خواب میں معلوم ہو کہ اگر سکندر کو اس معبد میں لانے سے آرام ہو جائے تو اُسے لایا جاوے لیکن وہاں سے بھی پتہ لگا کہ وہیں رہنے دو۔

یہ نوجوان شان شاہ صین عالم شباب میں ۳۲ سال ۸ ماہ کی عمر میں اس عالم فانی سے رگڑا رہا عالم باقی ہوا۔ اس عرصہ میں جسکو اُس نے ہوش سنبھالی کھلی تلوار ہمیشہ پھرتی اور گرمجوشی سے بنی نوع انسان کی تعداد کے کم کرنے میں مشغول رہی۔ اسکی سلطنت کا عرصہ فقط تیرہ سال تھا۔ لیکن خواہ یہ کیسا ہی مختصر عرصہ ہے اسکو کارنامے ایسے وسیع ہیں کہ اہل بصیرت کو حیرت پیدا ہوتی ہے ۱۰

کہتے ہیں جب سکندر اعظم کا آخری وقت آیا تو اُس نے اپنی والدہ کو وصیت لکھی کہ پیاری امان میں اب وہاں جاتا ہوں جہاں ہر کو لپیز اور اچیلز جیسے چل بسے ہیں۔ میں ابک ایسی نیند سوئی والا ہوں کہ جبکہ کوئی انجام نہیں۔ میں تم سے بہت اتماس کرتا ہوں کہ میری مغفرت کر۔ بخ

میں اپنی جان کو تکلیف نہ دینا۔ اور ایک وصیت کرتا ہوں کہ جب میرے ماتم پرسی کے لئے لوگ جمع ہوں اور دسترخوان پر کھانا کھانے کو لیے بیٹھیں تو اس وقت تم نے سب حاضرین سے کہنا کہ میری بیٹے کے توشہ سجدہ شخص کھانا کھائیں جنہیں عمر بہرین کوئی غم دامنگر نہواؤ۔ جب سکندر کی والدہ کو یہ خط پہنچا اور اس نے اسکی وصیت کی تعمیل کرنی چاہی تو دیکھا کہ تمام جہانوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں نکلا جو اس قبہ غم سے آزاد ہونے کا دعویٰ کرے اور دسترخوان کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ سکندر کی والدہ نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ میرے بیٹے کا مطلب اس وصیت سے فقط یہ تھا کہ میرے جہانان مرگ کے بعد والدہ میرے غم و الم میں مبتلا نہ رہے۔

سکندر نے اپنی مختصر سی زندگی کے ایام میں اس بہرہ ریزی سے کام لیا کہ گویا اسی معلوم تھا کہ اسکا خاتمہ قریب ہی ہے۔ گو اس نے بہت کچھ کیا اور ۳۲ سال کی مختصر سی مدت میں **اَلْعَظْمُ کَھْلَا لَے** جانے کے قابل نام پیدا کر لیا مگر تاہم ولیمین سینکڑوں ارمان لیگیا۔ اسکا ارادہ تھا کہ ساری عالم کو زیر نگین کر کے عالمگیر نام پاوے اور ایک مرتبہ پرہندوستان میں نئی فوج ایسی بہرتی کر سکے بجاوے جو ستلج سے آگے بڑھنے سے کہی جی نہ چڑھے مگر زبردست موت نے اسکو فرصت نہ دی کوئی شخص خواہ وہ کیسا ہی پیش میں کیوں نہ ہو جب اپنے ولیمین سکندری فتوحات اور جہات کو باترتیب رکھ کر انکے عرصہ وقوع اور پورا ہونے کے وقت سے مقابلہ کرے تو اسے یہ باہر کر لینے میں کہی نامل نہیں ہوگا کہ اگر یہ شہر یا نامدار کچھ عرصہ اور زندہ رہتا تو سچا عالمگیر ہو جاتا۔

افسوس اسکے مرگ بے ہنگام نے اسکو سب ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔ اس موت کا سب کہیں یہی شبوہ ہے کہ بے وقت آتی ہے اس کا کوئی وقت نہیں اور نہ کوئی موسم ہو۔ سکندر کی فوج و عساکر

سعد تمام مسولین اور ارکان و اقوان سلطنت کی زبان حال سے ذیل کا
نوحہ پڑھتے اور حسرت سے سرو ہنستے تھے :-

نوحہ

پتوں کے بھی گرجا نیکا ہے وقت معین پتوں کے ہی مڑ جانا نیکا ہے وقت معین
کھلتے ہیں گل چلتی ہے جب باہر باری پتوں کو گرائی ہے موجب فصل خزان کی
چھپنے کا ستاروں کے ہی ہے وقت مقرر چھپتے ہی نکل آنا ہے جدم شد خاورد
پر تیرا کوئی وقت مقرر نہیں اور موت

دن اس پر اللہ نے بنایا ہے کہ اس میں دنیا کے میں کام جو کرنے ہوں وہ کر لین
اور شام کو فارغ ہو و انصاف سے سب احباب تفریح و مسرت کے فوائد کریں اسباب
شب خواب کے آرام کی راحت کر لئے اللہ کی یاد اور عبادت کے لئے ہو

قبضہ میں مگر ترے ہی وقت میں موت قبضہ میں مگر ترے ہی وقت میں موت
بجلیس دعوت کا بھی اک وقت مقرر ہے محفل عشرت کا بھی اک وقت مقرر
جوش خوشی دعوت احباب کا ہے وقت فوط طلب عیش مے ناب کا ہے وقت
ہو وقت کہ جب یاد غم و رنج و الم سے ہکا کریں رو رو کے دل اور آنسو بہا کے

پہوت کو سبقت میں جب جا رہی تھی پہوت کو سبقت میں جب جا رہی تھی
وہ غنچہ خوش رنگ جو ہے حاصل گزار فو خیز جوان گل اندام و خوش اطوار
مر جانے کے قابل نہیں معلوم جو ہوتے جب نام تیرا سنتے ہیں دیکھتے ہیں سنے
پہوت تو ایسی نہیں رحم آئے جو بھگو جہان کو جو ان ہوئے پہل جاؤ دی انکو
جس قدر مال تھے کرنا نہیں آتا

معلوم ہیں حال نیا یہ فسر ہے کس بار پہ مرغون کے اترنے کی خبر ہو
آتی ہو خزان جب تو سچہ لیتی ہیں ہم سب تیار ہوا جاتی ہیں کہنیاں سب اب
پردہ بھی کھلی ہو جو تباہی میں آتا موت آئی گی اس وقت جتاوی ہمیں آتا
کوئی نہیں ایسا نہیں مگر کوئی ایسا

کیا وہ ہے تیرا وقت کہ جب باد بہاری . مرگوشیان کر نیکو نیت سے ہے چلتی
یا جبکہ گل سرخ کی سرخی نہیں رہتی . اس وقت تو اور مرگ زبردست ہوا آتی
ایسا نہیں ان سب کا ہے اک وقت مقرر . ہر جگہ تو جب چاہے پکڑ لیتی ہے اگر
اے سب کے زبردست اور اے صاحب قدرت

تعمول کے متوج ہو ہوا میں جہاں پیدا . امواج سمیت کے زور و نہ ہو جس جا
پڑھن گہر نہیں جہاں دیکھو وہاں تو ہے . راسوں سے نہیں جہاں دیکھو وہاں تو ہے
دریا پہ پونٹ لگی یہ ہوں کہ میں ہوں سفر میں . ہم ہوں کہ میں ایسوت میں پر تیری نظر میں
تو چھوڑتی سچا کسی حالت میں نہیں ہے

اجابت کے احباب جہاں ملتے ہیں آکر . پڑا میں کا تو نہیں جتنے پاتے ہیں وہاں نہر
سیدان میں جنگجو کر ہے میدان تیرا گرم . سزاؤں کے سر کٹتے ہیں تو ہوتی نہیں نرم
افلاک بھڑک جاتے ہیں جگلوں کی صدا سے . لاکھوں کتے جاتے ہیں جہاں بندہ خدا کے
وہاں دیکھو تو سر گرم ہے تو کام میں اپنے

سکندر کی وفات بڑی صحت سے پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ دنیا اور اسکے مال و
دولت کی کچھ حقیقت نہیں . کچادہ ترک و احتشام اور کچادہ تباہی و بربادی
کہ تمام زن و بچہ اسکے بعد والدہ اسکی کے عرصہ قلیل میں ہلاک کئے گئے . اور
تمام سلطنت سپہ سالاروں اور رئیسوں میں تقسیم ہو گئی . جو ملک جسکے ہاتھ
لگا اُس نے دبا لیا . مگر ان نام اسکا کوئی نہ دبا سکا . اور وہ اقبال سکندری
حفظ خواب و خیال رہ گیا . یہاں بیاختہ بیہوش پیدا ہوا ہے

ای سکندر نہ ہی تیری بھی عالمگیری
کتے دن آپ جیا جس لئے دانا مارا

سکندر کا سراپا چنن مزاج اور صفات و عادات
ایک موبخ سکندر کا سراپا اس طرح لکھتا ہے . سکندر قوی الجثہ خوشنما

آدمی تھا۔ بدن خوبصورت سُدول اور مضبوط۔ اعضا متناسب۔ قد وقامت متوسط۔ سرفراسا ایک پہلو کو مال۔ آنکھیں خوبصورت جنہیں تیزی چمکتی تھی اور بشرہ مردانہ حسن و ملاحت اور ولادری سے ہر پور تھا۔ ہمیشہ قلب جنگ میں اسکے سر پر کاسفید طرہ اسکی شانانہ پیشانی پر عجب بہار دکھاتا تھا۔ سکندر اپنے حصے کے شریف یونانی سپاہی کا پورا نمونہ تھا۔ ملک گیری اور شہرت کا دھور شوق جو قدیم بہادران یونان کے کارناموں کی تقلید نے سکندر کے دل میں پیدا کر دیا تھا مدینان سے باہر ہے۔ گو مغلوب الغضب تھا لیکن اپنے کئے پر عیبِ لبیان اور اپنے قصور کا قائل ہو جاتا تھا۔ اسکی فیاضی بھی اس قابل تھی کہ اسکی تعریف کیجاوے۔ ہر وقت اسکی یہی آرزو رہتی تھی اچیلز اور ہرکولیز سے گوئی سبقت لیجاوے۔ چنانچہ ہمیشہ انکا یہی قاعدہ تھا کہ ہومر کی نظم کو اپنی تلوک کے ساتھ بالین کے نیچے رکھتا تو اسے یندا آتی تھی۔ غور جسکو گشتہ زمانہ کی خوبیوں میں شمار کرتے تھیں۔ اور جو در حقیقت اس زمانہ میں جبکہ شریفانہ طرہ پر ہستمال کیا جاتا تھا تو مغرور آدمی کو زیہا معلوم ہوتا تھا۔ سکندری صفات میں ایک متمیز رکن تھا ذاتی جرات جسکو اوسان سے مخاطب کرتے تھیں اور جو ہر آدمیوں کی لازمی صفت ہو کچھ کم نہ تھی۔ جب بچہ تھا تو اسے جو ہر فرد نے سچو بیوی فلیس مسیو وحشی کی پشت پر جا بٹھایا اور جب بڑا ہوا تو اسے کے ذریعے اپنی خود رائی اور غرور و فوج کا انتظام اور استہام کر مارا۔ جعفر اسے نظم سے محبت تھی ایسی قدر علم کو ہی چاہتا تھا۔ اسکی زبان میں غضب کا جادو بہر تھا۔ جس سے اس نے بارہا اپنے سپاہیوں کو جنگ کی جلتی آگ میں کود پڑنے پر آمادہ کیا۔ اور اپنے ذہن رسا سے ایسے ایسے پختہ واقعات پر صاب رائی جمائی کہ جن میں بڑے بڑے خزانہ اہل الارے خواص باختہ ہو جایا کرتے۔ وہ دیوتاؤں کی ہمیشہ تعظیم

دیکھ کر تا اور اپنے آپ کو انہیں شامل سمجھے جانے کی آرزو رکھتا۔ بلکہ
 ساتھی رہتا کہ دیوتاؤں میں شمار کیا جاوے۔ بلکہ اُس نے یونانیوں سے
 اپنی پستش بھی کرائی چاہی۔ انہنہر کے باشندوں نے تو جبراً
 منظور کر لیا۔ لیکن سپارٹا والوں نے کہلا بھیجا کہ اگر سکندر دیتا ہے
 تو ہوا کرے طبیب کی سرگرمی اور خوش آئند امیدوں کے برآئے سے
 اس میں ایک ایسی جدید روح پیدا ہو گئی تھی کہ وہ ہر وقت اسکو کامیابی پر
 مستعد کر دیتے اور بیشک یہ وہی روح تھی جو پولین کی آنکھوں میں
 پھر جاتی تھی اور جس نے اسکو مشرقی ممالک میں سکندر کا ہمسر بنا دیا
 اور ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ اسی روح نے دنیا کے تمام بڑے بڑے فاتحوں
 کے سینے گرم کئے ہیں کہ جس سے انہیں ایسی عالی رتبہ ملی ہے

ایک مورخ لکھتا ہے کہ ہیئت مجموعی سکندر کے اخلاق کو شریفانہ
 اور انکی قوائے ذہنی کو مکمل کہنے میں ہمیں مطلق تامل نہیں۔ اگر انصاف
 سے رائی زنی کیاوے تو اسکا دنیا کے وجہ ترین عورتوں کی عزت اور
 حمایت کرنا علی العموم مقید و شمنون سے نرمی اور خندہ روی سے
 پیش آنا اور اسکی سچی سپاہیانہ ولیہی بھر حال ہماری تعریف کے
 مستحق ہیں۔ واقع میں اسکے قوائے ذہنی بڑے اعلیٰ درجہ کے تھے
 جو دو چیز میں ایک روشن ضمیر۔ بیدار مغز آدمی میں موجود ہونی ضروری
 ہیں یعنی متحجیح قوت فیصلہ اور صاف قوت متخیلہ۔ وہ اس میں موجود
 تھیں جیسا وہ باہر سے زہر بکتے مضبوط تھا۔ ویسا ہی اندر سے اسکی
 قلبی جرات اور خدا وادہمت نے اسے مستحکم کر رکھا تھا اور علاوہ اسکو
 اسکی سپاہیانہ شباهت پر وہ سفید پر جو ہمیشہ خود پر انگشتا رہتا تھا اور یہی
 عجیب شاندار کہلا تھا۔

عہد سکندر نے آج تک زمانہ کئی صدیاں پہلا نگ آلیس ہے اس واسطے

اس وقت سراسر زمانہ کا مقابلہ بصحت تمام نہیں ہو سکتا۔ اس زمانہ میں شراب خوری کوئی جرم نہیں سمجھا جاتا تھا فقط تفریح طبع اس سے مقصود تھا۔ اس لئے کثرت میخواری سے اسکا مزاج بجا نہیں رہتا تھا۔ ایسی حالت میں اس سے سخت معیوب کام سرزد ہوئے ہیں اپنے ایک رفیق اور ایک جرنیل کا قتل کرنا۔ اور پرسی پولس کے محلات کو آگ لگا دینا۔ بیشک بہت برے کام ہیں +

تاہم اسکی کبھی نہ مارنے والی ہمت اور جسارت اسکی شجاعت اور اسکا تحمل اسکے لامتناہی نظم کی قدروانی اور اسکی کریم النفسی ایسے امور نہیں ہیں جو نظر انداز کئے جائیں اور انکے سوا اسکی خدمت میں دنیا کے اطراف و اکناف کے جمیع دول کے سلاطین کے سفیروں کا حاضر ہو کر سخت نشینی ایشیا کی مبارکباد دنیا ایسا کام ہے کہ جسکے لئے ہم بھی اسکی قدروانی کرین ایک مستبر جبر میں فاضل نے اسکندر اعظم کے جو لیس قیصر (شاہ روم) پر خیانات کی صفائی۔ چین کے بے رومد عایت اور کریمیانہ کارروائی فینون کی تاورات کی قدروانی اور اسکے اپنے لفظوں میں ریاست کی روح و روان ہونے کے لحاظ سے فضیلت دی ہے۔ مگر آزار صاحب جنگی علمی فضیلت ایک عالم مانتا ہے اور جنگی رائی بوج ایک سچے اہل دل ہمدرد ہونے کے بہت بڑا وزن رکھتی ہے اسکی اس قدر تعریف کرتے ہیں کہ میں بے شک اسکو لکھنے کا حوصلہ پڑا ہوا کہتے ہیں "عہد تیسرے میں سکندر کے بڑا آدمی تھا" +

مورخوں نے اس امر پر بحث کی ہے کہ اگر بجائے مشرقی قوموں کے سکندر کو مغربے اقوام سے واسطہ پڑتا تو کیا نتیجہ نکلتا۔ اگر اہل امور کو مد نظر رکھا جاوے کہ اسکی مملکت کی وسعت۔ اسکے عاقلانہ حکمرانی اور فن جنگ کی کامل واقفیت کس درجہ تک پہنچی ہوئی تھی تو

تو زمین ایشیہ پڑتا ہے کہ جو کام اس سے غور میں آئے ہیں اگر وہ نے ہی بڑے
 بڑے کام کرنا چاہتا تو انکار بھی ضرور کیا مہیا کی خستہ کرنا۔ لیکن ہی قیاس
 پیدا ہوا ہے کہ اگر مغرب میں جانا تو مغربی تہذیب اگر جو ابھی شروع
 ہونے لگی تھی مشرق و ان سے کچھ نقصان پہنچتا۔ مگر تقدیر ابھی منظور
 تھا کہ ایک اور صدی تک مغربی دنیا کو روم والوں کے قانون انکی معاشرت
 اور انکی شائستگی سے بہرہ یاب کرے *

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ فتوحات سکندر سے دنیا کو بہت بڑا فائدہ ہوا
 یعنی مشرقی ممالک یونانی تہذیب سے بہرہ یاب ہو گئے۔ مگر سکندر کی
 نسبت اس کے بانی اس غلبہ فائدہ کے سہلانے میں زیادہ منوج
 رہے کیونکہ سکندر کی علت غائی ملک پر فتح کرنے سے فقط چشمِ حرص کا
 کارہ پڑ کرنے سے تھی۔ اس موقع پر بعض لوگ بالکل متناقص
 خیال کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سکندر میں صرف جنگ و بدل کی
 لیاقت ہی تھی۔ معاملات ملکی کے سمجھانے کی قابلیت نہیں رکھتا
 تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کو معاملات ملکی میں دخل دینے کی
 اصل نے قہدت ہی ہندی۔ وہ اسکی فداوار و لیاقت سے ملکی انتظام
 کی درستی بھی کبھی نہیں دیکھتی۔ وہ ارسطو کا شاگرد اسکندریہ
 کا بانی اور نیاؤس کے بحری سفر کا تجویز کرنے والا وہ شخص تھا۔ جس نے
 نیز و نند مہون اور ملک گریہ دین کے دوران میں بھی علوم
 کو فروغ دیا۔ وہ عقل و محنت میں بے انتہا ممالک بحورہ کا انتظام
 اور اتنے وسیع علاقہ کا ہر تمام بڑے سینے سے کیا ہوا تھا۔ ملکی حکومت کی
 ہی ویسی ہی لیاقت رکھتا تھا۔ ان ہم اس قدر رتوق سے اس بات کا
 اقرار نہیں کر سکتے کہ وہ اس کام میں ہی سیریا پولین کا ہمیلہ
 تھا۔ وہ شہر جنگی بنیاد سکندر نے۔ ایشیا کے مختلف مقامات پر رہی

سکندر بن فیلقوس شاہ مقدونیہ کی تصویر ایک
 نہایت معتبر کتاب پر طرح مندرج ہے



گوپیلے عنقریب سلطان سکندر کی ایک اور تصویر درج ہے جو معلوم ہوتا ہے کہ
 ایک سنگین تخت سے نقل کی گئی۔ لیکن یہ تصویر بھی ایک نہایت معتبر
 وسیلہ حاصل کی گئی ہے (محبوب عالم)

خیر طوئخ عمری بطبع نیم قیمت - (۱۸)
 ہ کی سوانح عمری :- عرفان اؤڈ
 (۱۲) رہنما ہے - - - -
 سندری :- سکندر اعظم شاہ مقفیذ
 بقصر اؤڈ قابل یہ سوانح عمری بالقصور
 (۱۸) - - - -
 بجن کے موج :- جمیل ڈاٹ صاحب
 نت بالقصور - - - - (۱۲)
 شاہ عملانی کا تذکرہ :- رشنشاہ اکبر
 برہنہ و بدست مدبراؤڈ انش پر وار
 قیمت - - - - (۱۲)
 برائی کی سچی سرگزشت :- اس
 برہنہ ایک نام سے ظاہر ہے ایک شہو
 پنے قلم سے لکھی ہوئی سوانح عمری جہیز
 و زمانہ بھر کی شراب کی بدولت بقیات
 ہر توہ کہتا ہے قیمت - - - - (۱۲)
 مایہ نیک کی بالقصور سوانح عمری
 برہنہ اور شہو اور بڑا آدمی ایک فنی
 رڈاکس طرح پرزیدٹ ہو گیا (۱۲)
 سطو :- کی بالقصور سوانح عمری قیمت
 (۱۲) - - - -
 رئیس :- معلوم ثانی حکیم بوعلی سینا کی
 (۱۲) - - - -
 شمس :- زاروس کی بالقصور
 عمری - - - - (۱۲)

سوانح عمری شاہ ناورد :- ایشا کسپا
 بادشاہ اور تدبر کے حالات - - - - (۱۲)
 سوانح عمری مارٹن لوتھر :- پروٹسٹنٹ
 مذہب کے بانی یورپ کے بڑے رہنما کی زندگی
 کے حالات قیمت - - - - (۱۲)
 مشر گلید سٹین :- انگلستان کے وزیر اعظم
 کے حالات - - - - (۱۲)
 تذکرہ سکیئر :- انگلستان کے ملک انشوا
 کی سوانح عمری - - - - (۱۲)
 دون ہمبولڈ :- شہو عالم علوم جی سی یو عمری
 قیمت صرف - - - - (۱۲)
 شہنشاہ بابر :- کی زندگی کے پچھلے
 قیمت - - - - (۱۲)
 جون آف آرک :- ایک بہادر یونین جوت کے
 حالات - - - - (۱۲)
 ڈیوڈ لونگ سٹون :- افریقہ کے شہو بیات
 کے حالات - - - - (۱۲)
 حکیم کنفیوشس :- چینو کی شاہ کی سوانح عمری
 حالات خروق :- شیخ ابراہیم ذوق ملک الشعراء
 منہ کے حالات بڑی تحقیق اور معنی کشا قلم
 کئے گئے - - - - (۱۲)
 تذکرہ محمود :- سلطان محمود غزنوی کی سوانح عمری
 جہان طرٹ :- ملک انشوا انگلستان کی سوانح عمری
 قیمت صرف - - - - (۱۲)
 حالانکہ :- ملک انشوا ہندوستان کی سوانح عمری
 (۱۲) - - - -

حالات - (۱۲)

پیشہ اخبار لاہور

جس میں ہر ہفتہ ولایت اور ہندوستان کے چھ چھ انگریزی اخبارات سے بہت سے نادر اور دلچسپ مضامین ترجمہ ہو کر درج ہوا کرتے ہیں اور جسکو باقی تمام اردو اخبارات کو زیادہ سے زیادہ عمدہ اور نادر خبریں ہم پہنچانیکا فخر حاصل ہے بوجہ اپنی نہایت ارزان قیمت اور ہر دلیخیزی پالیسی کے۔

دیکھو کہ ایک خریداروں کو صرف دو روپے قیمت سالانہ ہر پیشگی ادوا کرنے پر ہر سال ایک بیش قیمت کتاب مفت نذر کیا جاتا ہے۔

ہندوستان کے تمام اردو اخبارات میں زیادہ چھپنے والا ہے اور اسی لئے اہل تجارت کے لئے اشتہار کی سہولت کیوں سہولت ایک بے نظیر ذریعہ ہے۔

رسالہ زمندار باغبان بيطار

جو کہ ہندوستان بھر میں بخیر و برکت - باغبانی - علاج الموشی منفعہ و معرفت مضامین کا ایک باقاعدہ اور دلچسپ ایڈیٹوریل پیرچہ جو قیمت سالانہ عوام سے تین روپے سالانہ اور زمینداروں سے تین روپے اور روسا اور حکام کو پانچ روپے ہر ایک ہفتہ کا فرائض جو کہ سالانہ کی ادوا کو سہولت اور اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کی سہولت

المشہور - مہتمم رسالہ زمندار باغبان بيطار و مہتمم رسالہ

